ماہنامہ
پاسبان
الٰہ آباد
مدیر
مشتاق احمد نظامی فاضل علوم مشرقیہ

Rs. 4-

37 NP.

ماہنامہ
پاسبان
الہ آباد
جلد ۱۵
ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء
شمارہ نمبر ۱۰
مجلس ادارت
ابوالوفا فصیحی غازیپوری
سید اسرار الحق شاہجہانپوری
سید مظفر حسین کچھوچھوی
شاہ سراج الہدیٰ گیاوی
سید ابو الفرح زبیتی چترہ
پروفیسر سید علی حیدر زبیر مظفرپور
عبد المنان مبارکپوری
ارشد القادری جمشید پور
محمد ابو ذر رمانی ایم۔اے
محمد میاں کامل سہسرامی
سید اظہار اشرف کچھوچھوی
راز الہ آبادی
قمر سلیمانی
بیکل بلرامپوری
اجمل سلطانپوری
مدیر
مشتاق احمد نظامی
فاضل علوم مشرقیہ
قیمت۔ فی پرچہ ۶ ششماہی ہدیہ عہ
پاکستانی حضرات ہمارے پاکستانی پتہ پر روپیہ بھیجکر
رسید منی آرڈر دفتر پاسبان الہ آباد بھیجدیں رسالہ کا اجرا ہو جائیگا
پاکستان میں روپیہ جمع کرنے کا پتہ
مولانا سید محمود صاحب رضوی
ایڈیٹر رضوان۔ دفتر ہفت روزہ رضوان اندرون دہلی دروازہ
لاہور پاکستان
سالانہ ہدیہ للعہ سالانہ ہدیہ برائے پاکستان صرر
ممالک غیر سے سالانہ ہدیہ ۱۰ شلنگ بشکل پوسٹل آرڈر
اشد ضروری
اگر اس دائرہ میں سرخ
نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے
کہ آپ نے پاسبان کی خریداری
کے سلسلہ میں جو رقم عنایت کی
تھی وہ اس پرچہ پر ختم ہو گئی۔
اب سال آئندہ کے لئے یا تو
سالانہ قیمت چار روپیہ بذریعہ
منی آرڈر بھیجیں یا وی۔پی۔کی
ہمیں اجازت دیں۔ اگر کسی وجہ
سے آپ کو پاسبان کی خریداری
منظور نہیں تب بھی ہمیں مطلع کریں
تاکہ ادارہ آپ سے متعلق اپنی آخری
رائے قائم کر سکے اور آپ کی اجازت
کے بغیر آپکے نام وی۔پی نہ بھیجا جائے
منیجر
نسیم رحمت
و
فردوس ادب
حضرت مولانا مشتاق احمد نظامی
ایڈیٹر پاسبان، مدارس اسلامیہ کا
نصاب تعلیم مرتب فرما رہے ہیں
اردو سے متعلق فردوس ادب کے
چار حصے اور دینیات سے متعلق
نسیم رحمت کے تین حصے چھپ کر
مکتبہ پاسبان میں موجود ہیں۔
وقت کی ایک بڑی کمی نظامی صاحب نے
پورا فرمایا ہے۔ ضرورت ہے دونوں
کتابیں مکاتب اسلامیہ میں داخل
نصاب کی جائیں اور ہر مسلمان
بچے کو یہ کتابیں پڑھائی جائیں
ملنے کا پتہ:
مکتبہ پاسبان الہ آباد
انوار احمد نظامی پرنٹر پبلیشر نے سلیمی پریس الہ آباد میں چھپوا کر دفتر پاسبان، الہ آباد ۳ سے شائع کیا۔
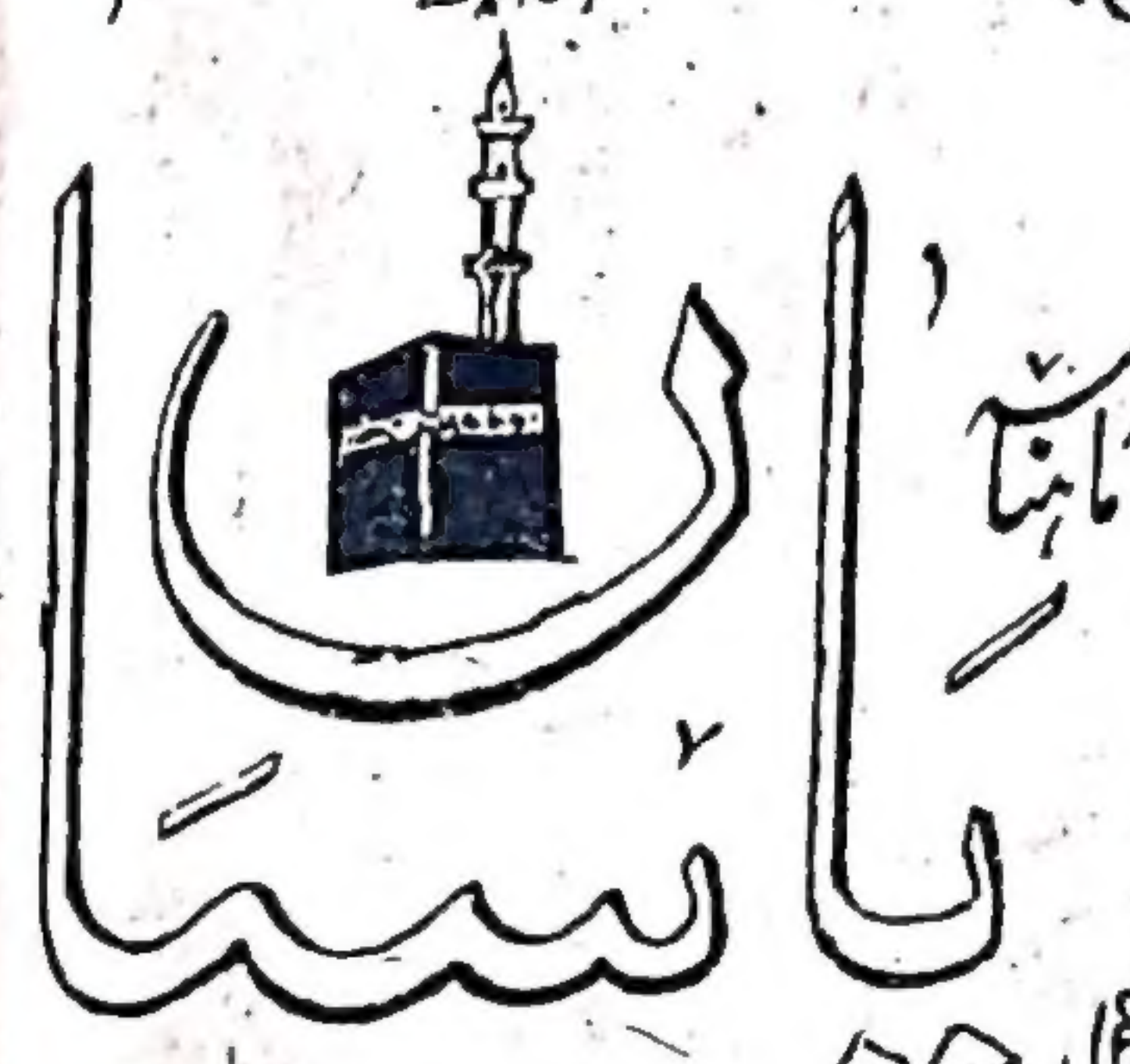
مشتاق احمد نظامی

شذرات

• سنی جمعیۃ العلماء کانپور نے ہونیوالی آل انڈیا کانفرنس کی تاریخ کا آخری اعلان کر دیا۔ پہلی دوسری تیسری نومبر ۶۳ء کو یہ کانفرنس ایک وسیع پنڈال میں ہوگی جس میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد نشست کا انتظام کیا جائے گا۔ پنڈال کا صدر گیٹ اپنی عظمت و شوکت اور آرائشی اہتمام کا خود اپنی مثال ہوگا۔ گیٹ کے دائیں بائیں اہلسنت کی کتابوں کے بک اسٹال ہوں گے اور گیٹ ہی سے ملحق ایک وسیع خیمہ میں انکوائری آفس ہوگا۔

گیٹ اور پنڈال کے درمیانی حصہ میں ایک حسین و دیدہ زیب چبوترے پر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا پرشکوہ پرچم لہراتا ہوگا۔ توقع ہے کہ رسم پرچم کشائی پیشوائے ملت مقتدائے اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم ہند کے دست ہمایوں سے ادا ہوگا۔ پنڈال کے دائیں بائیں خیموں کی قطار ہوگی جس میں ملک سے آنے والے ڈیلی گیٹس اور علماء و مشائخ کا رہائشی انتظام ہوگا۔ اسٹیج کی لمبائی اور اس کا طول و عرض اس تناسب سے ہوگا کہ اس پر کئی سو افراد کی نشست کا انتظام ہو سکے۔

کانفرنس کی پہلی نشست میں خطبہ استقبالیہ کے بعد چند شعلہ بار تقریریں ہوں گی اور دوسری نشست میں خطبہ صدارت کے علاوہ چوٹی کے علماء اپنے واضح بیانات دیں گے۔ اور تیسرا اجلاس تجاویز کا ہوگا جس میں حالات کے تحت اہم تجاویز منظور کرائی جائیں گی۔ گرمیٔ محفل کے لئے حضرت صبا افغانی، حضرت سحر مدراسی، حضرت قمر سلیمانی، حضرت راز الہ آبادی، حضرت بیکل بلرام پوری، حضرت اجمل سلطانپوری، حضرت ماہر الحمیدی جیسے شعراء بھی مدعو کئے جا رہے ہیں۔

دوسری تیسری نومبر کو فجر و ظہر کے درمیانی حصہ میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی پرائیویٹ نشست ہوگی جس میں آل انڈیا کابینہ کا جدید انتخاب اور سنی جمعیۃ العلماء کی معینہ پالیسی و لائحہ عمل پر غور و فکر کیا جائے گا۔

اُمید کی جاتی ہے کہ قریبی دنوں میں سید العلماء حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ صاحب صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء و حضرت مولانا محمد محبوب صاحب اشرفی صدر سنی جمعیۃ العلماء کانپور و راقم الحروف مشتاق احمد نظامی جنرل سکریٹری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء اور بعض دوسرے افراد پر مشتمل ایک وفد ملک کے بعض حصوں کا دورہ کرے گا۔

ضرورت ہے کہ ہر جگہ سنی جمعیۃ العلماء کی شاخ قائم کی جائے اور مرکز سے رسیدات ممبر سازی طلب کر کے وسیع پیمانے پر اس کی ممبر سازی کی جائے۔

وقت کے اہم تقاضے پر یہ کانفرنس طلب کی جا رہی ہے۔ گزارش اور اپیل ہے کہ ملک کا ہر سنی حرکت میں آجائے اور کانفرنس کے کامیاب بنانے میں پوری فراخدلی سے کام لے۔

• **عرس رضا** دستور کے مطابق امسال بھی سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مراسم عرس اپنی معینہ تاریخوں پر ادا کئے گئے اور حسب اعلان آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کا انتخاب جدید بھی عمل میں لایا گیا۔ مرکز سے تفصیلات کا انتظار ہے۔ دفتر پاسبان میں بھی رسم فاتحہ ادا کی گئی۔

- ۹ر جولائی ۶۳ء ناگپور جبلپور کی واپسی میں حضور مفتی اعظم ہند مجسّا دل پسنجر سے الہ آباد تشریف لائے، دفتر پاسبان میں قیام فرماکر ۱۰ر جولائی ۶۳ء اپنا لہ پسنجر سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوئے ۔ نائب مفتی اعظم حضرت مولانا شریف الحق صاحب اعظمی شریک سفر تھے ۔

- عارف باللہ حضرت مولانا حسنین رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار مبارک ڈھاکہ میں ہے امسال حضرت علیہ الرحمہ کا عرس جناب سیٹھ عبد القیوم صاحب کی طرف سے دار العلوم جامعہ حبیبیہ الہ آباد میں کیا گیا۔

شریک عرس ہونے کے لئے مجاہد ملت حضرت مولانا الحاج شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت ۲۰ر جولائی ۶۳ء الہ آباد تشریف لائے اور ۲۱ر جولائی ۶۳ء کو بریلی شریف تشریف لے گئے ۔

پھر ۲۳ر جولائی کو واپس ہو کر کٹک کے لئے روانہ ہوئے ۔

- اوائل جولائی میں وزیر قانون مہاراشٹر کی دعوت پر مولانا سید اسرار الحق صاحب صدر آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ بمبئی پہنچے اور قانون اسلامی ازدواج پر گفتگو کر کے کوٹہ واپس آئے ۔

آپ کے مکتوب سے مظہر ہے کہ اب مہاراشٹرا اسمبلی میں یہ بل پیش نہ ہو سکے گا۔

اب سے پہلے کمیٹی نے صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلمار مولانا سید آل مصطفےٰ صاحب سے استصواب کیا تھا۔ آپ نے اسلامی ضابطہ کے تحت اس کا جواب دیکر اس بل کی مذمت فرمائی اور اپنی طرف سے اظہار بیزاری کا اعلان کر دیا تھا۔

- جون ۶۳ء کا شذرات دار العلوم غریب نواز کے زیر عنوان تھا ایک پھیلی ہوئی بحث کو سمیٹنے میں مجھے جو زحمت اٹھانی پڑی اس کا کچھ مجھکو ہی احساس ہے ۔

میں نے کہیں یہ لکھدیا تھا کہ ۔ آج کی درس گاہیں "ابو حنیفہ" اور "شافعی" پیدا کر سکتی ہیں۔

میرا مقصد بس اتنا ہی تھا کہ اگر آج ہماری درس گاہوں کا معیار بڑھ جائے تو سیدنا امام اعظم و سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہما کی یاد تازہ ہو جائے نہ یہ کہ مجتہد کا پیدا کرنا!

مگر پھر بھی اس عبارت سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے تھے ۔ چنانچہ اسی کے تحت استاذ محترم مرشد برحق مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ سرپرست ماہنامہ پاسبان نے کٹک سے ایک ہدایتی کارڈ بھیجا کہ شامی میں طبقات فقہا رسم المفتی دیکھو۔ چنانچہ یہ صراحت ملی کہ " چوتھی صدی کے بعد قیاس معتبر ہی نہیں ہے "

اس لئے ہم لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ ممتنع العقل نہ ہونے کے باوجود اب مجتہد کا پیدا ہونا عادتاً و شرعیاً یقیناً ممتنع ہے ۔

یہ رب کریم کی رحمت بے پایاں ہے کہ آج ہمارے سر پر استاذ محترم مجاہد ملت مولانا محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ کا ظل عاطفت ہے جن کی برکتوں کے سہارے ہم جی رہے ہیں اور پھل پھول رہے ہیں ۔

خداوند کریم اس سائے کو ہم پر اور تمام ہی اہلسنت پر قائم و دائم فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم ۔

- جون ۶۳ء کے اداریہ میں دار العلوم غریب نواز سے متعلق میں نے جو ایک اجمالی خاکہ پیش کیا تھا اس پر ملک کے اکثر حصوں سے اظہار مسرت کے خطوط آئے ۔

اور بعض احباب نے اپنے مخلصانہ مشوروں سے مجھے نوازا میں جن کا ممنون کرم ہوں ۔

یہ وقت کا ایک بہت ہی اہم کام ہے اور ایک بہت بڑی ذمہ داری میں نے اپنے ناتواں کاندھے پر اٹھائی ہے رب کریم ہماری تائید غیبی فرمائے اور قوم کا دل دار العلوم غریب نواز کی طرف جھکا دے ۔ مجھے تو اب سر پر کفن باندھکر

(بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

معارف الحدیث

صراط مستقیم

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب شیخ الحدیث
دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

بلاشبہ خداوند قدوس کی نافرمانی بہت ہی بُری چیز ہے سبب ذلت اور باعث ہلاکت ہے، انسان کو پستی میں لیجانے والی اور اس کے سر کو نیچا کرنے والی اس کی نافرمانی ہی ہے۔ نافرمانی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ باعث ذلت اور سبب ہلاکت ہے، اسی لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچتے اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی باعث ہلاکت ہی جانتے تھے اور ان سے پرہیز کرتے تھے۔

حدیث	ترجمہ
عن انس قال انکم لتعملون اعمالاً ھی ادق فی اعینکم من الشعر کنا نعدھا علیٰ عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الموبقات یعنی المھلکات (مشکوٰۃ)	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا لوگو! تم بہت سے ایسے کام کرتے ہو جن کو اپنی نظر میں بال سے زیادہ باریک جانتے ہو ہم ان کاموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سبب ہلاکت جانتے تھے۔

ناظرین غور فرمائیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مخاطب خیر القرون میں دوسرے دور کے مسلمان ہیں جن کو تابعین کہتے ہیں وہ حضرات عموماً گناہوں سے بچتے تھے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے، گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتے تھے لہذا یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حضرات گناہ کبیرہ کے اس وجہ مرتکب تھے کہ گناہ کبیرہ ان کی نظر میں اس درجہ ہلکا تھا کہ اس کو بال سے زیادہ باریک جانتے تھے لہذا اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ جن اعمال کا تذکرہ فرما رہے ہیں وہ تابعین کے وہی اعمال ہیں جو صغیرہ گناہ ہو سکتے ہیں چونکہ صغیرہ تھے چھوٹے گناہ تھے اس لئے بعض مسلمانوں کی نظر میں ہلکے معلوم ہوتے تھے مگر عہد رسالت کے تعلیم یافتہ اور دور صحابت کے پروردہ و تربیت یافتہ حضرات ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی مہلکات ہی جانتے تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کو مہلکات جانتے تھے باعث ہلاکت شمار کرتے تھے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ گناہ صغیرہ بھی سبب ہلاکت ہی ہے۔ اول تو اس لئے کہ گناہ صغیرہ بھی معبود برحق کی نافرمانی ہے اور معبود کی نافرمانی میں بندہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ دوسرے اس لئے کہ گناہ صغیرہ کا ارتکاب بھی الٰہی عظمتوں کے خلاف ہے۔ عظمت الٰہی تو یہی ہے کہ اس کی حکم عدولی کسی طرح بھی نہ ہو، اس کا کوئی حکم بھی ٹالا نہ جائے کسی فرمان کے خلاف ورزی بھی نہ کیجائے۔ تیسرے اس لئے کہ گناہ صغیرہ پر دوام و ثبات صغیرہ کو گناہ کبیرہ کردیتا ہے، اس چھوٹے گناہ کو گناہ کبیرہ کردیتا ہے۔ چوتھے اس لئے کہ انسان جب گناہ صغیرہ کا عادی ہوجاتا ہے اور بے پروائی بڑھنے لگتا ہے تو وہ گناہ کبیرہ کا بھی مرتکب ہوجاتا ہے لہذا وہی گناہ صغیرہ جس کو ہلکا سمجھا تھا گناہ کبیرہ کا سبب ہوجاتا ہے اور سبب ہلاکت بن جاتا ہے اسی لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین چھوٹے گناہوں کو بھی باعث ہلاکت جانتے تھے اور ان سے دور ہی رہتے تھے، شامت اعمال سے کبھی کوئی گناہ صادر ہوا بھی تو لرز جاتے اور فوراً توبہ کرتے اور اس سے پاک ہوجاتے تھے، گناہوں سے بے پروائی خود بہت بڑا گناہ ہے۔

لہذا مسلمانوں کو آنکھ کھول کر ہوش سنبھال کر اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیئے، اپنے کردار کو سدھارنا چاہیئے، بداعمالیوں سے باز آنا چاہیئے۔ بداعمالی بلاشبہ سبب ذلت اور باعث ہلاکت ہے۔ مسلمان اگر اپنی عزت چاہتے ہیں اور دونوں جہان کی سربلندی و سرفرازی مقصود ہے تو جلد از جلد تمام گناہوں سے سچی توبہ کرکے نہایت مضبوطی کے ساتھ صراط مستقیم پر قائم ہوجائیں۔ حضرت آسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

کار امروز بفردا مگذار اے آسی
آج ہی چاہیئے اندیشۂ فردا دل میں

جناب اکبر الہ آبادی

صبحِ درخشاں

اے مرے آنسوؤ مسکراؤ، پھر خوشی کا پیام آرہا ہے
پھر ستاروں نے آنکھیں بچھائیں پھر وہ ماہِ تمام آرہا ہے

اے مرے دل ادب کر ادب کر وہ ادب کا مقام آرہا ہے
پھر عقیدت کے سجدے لٹادے ان کا دار السلام آرہا ہے

یا سفینہ بھنور میں پڑا ہو، یا کوئی غم کا طوفاں اٹھا ہو
اللہ اللہ نام محمد ہر مصیبت میں کام آرہا ہے

آج اور ان کا جشنِ ولادت یہ بھی سرکار کا معجزہ ہے
بار بار ان کی یاد آرہی ہے، بار بار ان کا نام آرہا ہے

رات نے اپنے گیسو سنوارے، صبح نے بھی سپیدی بکھیری
سر جھکائے فرشتے کھڑے ہیں، باعثِ احترام آرہا ہے

حشر میں بھی وہ غمخوار ہوں گے، بیکسوں کے طرفدار ہوں گے
آج دنیا میں ان کا سہارا، بے سہاروں کے کام آرہا ہے

جس نے لختِ جگر کربلا میں تین دن رات پانی کو ترسے
آج وہ ہم غریبوں کی خاطر لیکے وحدت کا جام آرہا ہے

جناب حاجی جوہر چاندادی

زمزمۂ نعت

آستانِ شاہ پر جس وقت جھک جاتا ہوں میں
اپنے قدموں میں فلک کو سرنگوں پاتا ہوں میں

خدمتِ سرکارِ دو عالم پہ اتراتا ہوں میں
دولتِ دنیا یہ ملتی ہے تو ٹھکراتا ہوں میں

جس جگہ بھی ذکرِ محبوبِ خدا پاتا ہوں میں
والہانہ سر کے بل چل کر وہاں جاتا ہوں میں

اپنے گرد و پیش افکارِ جہاں پاتا ہوں میں
المدد! یا احمدِ مختار گھبراتا ہوں میں

جلوۂ حق، دولتِ ایمان و فردوسِ بریں
آپ کے صدقے میں کیا کیا نعمتیں پاتا ہوں میں

یہ گدائے سیدِ عالم کی دیکھی منزلت
اس کے در پر ہر تونگر کو جھکا پاتا ہوں میں

عظمتِ خاکِ مدینہ جب سے ان نظروں میں ہے
دیدۂ دل میں خدا کو جلوہ گر پاتا ہوں میں

یاد آتی ہے شبِ فرقت رسولِ پاک کی
چاند تاروں سے دلِ مضطر کو بہلاتا ہوں میں

کامرانی، شادمانی بڑھ کے لیتی ہے قدم
ہند سے جس وقت طیبہ کی طرف جاتا ہوں میں

آنکھ پرنم، سر خمیدہ، گرد آلودہ لباس
یوں درِ احمد پہ جوہرؔ ہند سے جاتا ہوں میں

جناب صادق

عروسِ دہر کے گیسو سنوارنے والے
جمالِ عارضِ ہستی نکھارنے والے

مرے شکستہ سفینہ پہ بھی نگاہ کرم
ہزاروں غرق سفینے ابھارنے والے

ہمارے واسطے مشکل ہے تیرا نقشِ قدم
حنین و بدر میں ہمت نہ ہارنے والے

گھرے ہوئے ہیں مصائب میں ہم خبر لیجئے
تمھیں پکار رہے ہیں پکارنے والے

ہیں تیرے نقشِ کفِ پا کی دھول شمس و قمر
خدا کے ذکر میں راتیں گزارنے والے

ایمان اور کفر کا بیان

نوٹ: علامہ سید محمود احمد رضوی ایڈیٹر رضوان لاہور جو اپنی جماعت کے ممتاز قلمکار ہیں ان کا ایک معیاری و بلند پایہ مضمون ہدیۂ ناظرین کرتے ہوئے ہم خوشی محسوس کر رہے ہیں جو درج ذیل عنوانات کی وضاحت پر مشتمل ہے
اسلام کی ہمہ گیری، ایمان و کفر کی تعریف، کفر اور اس کے اقسام، ضروریات دین میں تاویل فتوی تکفیر میں احتیاط اہل قبلہ کی تعریف وغیرہ وغیرہ۔

ـــــــ انوار احمد نظامی

اسلام کی ہمہ گیری

دنیا کے مذاہب میں وہ کاملیت نہیں جو اسلام میں ہے، دیگر مذاہب دین و دنیا کے کسی ایک شعبہ پر زور دیتے ہیں اور دوسرے شعبہ کو تشنۂ تکمیل چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مذاہب کو اپنی دینی یا دنیوی مسائل کی تکمیل کے لئے مذہب سے باہر کسی تعلیم کو اپنانے اور اس سے ہدایت لینے کی ضرورت پڑتی ہے مگر دین اسلام ایک کامل قانون اور مکمل شریعت ہے اور اس کی ہمہ گیری کا یہ عالم ہے کہ یہ حیات انسانی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا کہ جس کی تکمیل اپنے ارشاد اور عمل سے نہ کر دی ہو۔ اسلام میں حضور علیہ السلام کے سوا اور کچھ نہیں ہے، عبادات ہوں یا اخلاق، انسان کے ساتھ معاملہ ہو یا خدا کے ساتھ، ان سب کا ماخذ و مرکز ذات نبوی ہے۔

لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ گیر تعلیمات کی کتاب جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے چار ابواب پر منقسم ہے۔

(۱)۔ خالق و مخلوق کے درمیان جو رابطہ ہے اس کا تعلق صرف دل سے ہے تو اس کا نام عقیدہ اور ایمان ہے۔

(۲)۔ اور اگر قلبی حالات کے ساتھ جسم و جان اور مال و جائداد سے بھی ہے تو اس کا نام عبادات ہے۔

(۳)۔ باہم انسانوں میں انسانوں اور دوسری مخلوقات میں جو تعلق ہے اور اس حیثیت سے جو احکام ہم پر عاید ہوتے ہیں اگر ان کی حیثیت قانون کی ہے تو اس کا نام معاملہ ہے۔

(۴)۔ اور اگر قانون کی حیثیت نہیں بلکہ روحانی نصیحتوں اور برادرانہ ہدایتوں کی ہے تو اس کا نام اخلاق ہے۔

غرضکہ دین اسلام عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق انھیں چاروں کا مجموعہ ہے اور ان میں ایمان اور عقیدہ تمام اعمال، افعال کی اصل ہے اور یہی وہ نقطہ ہے جس سے انسانی عمل کا ہر خط نکلتا ہے۔

عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ عقیدہ و خیال کے بغیر حیات انسانی کی بقا ناممکن ہے، عقیدہ کے عام معنی غیر متزلزل اور پختہ اصولی خیالات کے ہیں، یہی اصولی خیالات انسان کے ارادہ اور عمل کے محرک ہوتے ہیں۔ خیال کے بغیر ارادہ اور عمل کا ظہور ناممکن ہے ایک معمار مکان بناتا ہے تو پہلے اس کے ذہن میں ایک خیال ہوتا ہے وہ خیال اس کو ارادہ پر مجبور کرتا ہے اور ارادہ عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عمل اور ارادہ کا دارومدار خیال اور عقیدہ پر ہے۔ جسم انسانی میں دل ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام اقلیم بدن پر حکمرانی کرتا ہے۔ یہی گوشت کا وہ ٹکڑا ہے جس کو عقیدہ یا خیال یا ضمیر سے موسوم کرتے ہیں۔ معلم کائنات نے بھی دل ہی کو تمام اعضاء انسانی میں نیکی و بدی کا مرکز قرار دیا ہے۔

اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام بدن درست ہے وہ اگر بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا۔ ہاں وہ ٹکڑا دل ہے۔

قرآن حکیم نے دل کی تین کیفیتیں بیان کیں ہیں۔

(۱) قلب سلیم۔ جو ہر گناہ سے پاک رہ کر نجات کے راستہ پر چلتا ہے۔

(۲) قلب اثیم! وہ ہے جو گناہوں کی راہ اختیار کرتا ہے۔

فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ۔

(۳) قلب منیب۔ رجوع ہونے والا دل، جو اگر کبھی بھٹکتا ہے تو فوراً نیکی کی طرف پلٹ آتا ہے۔

غرضکہ انسانی مشین کا ہر پرزہ اسی دل کے ارادہ اور نیت کی طاقت سے چلتا ہے اسی لئے حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

"تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے"

علم نفسیات نے بھی اس مسئلہ کو بداہتہً ثابت کر دیا ہے کہ انسان کے عمل و ارادہ پر کوئی چیز حکمران ہے تو وہ اس کا عقیدہ ہے۔ انسان کی عملی اصلاح کے لئے اس کی قلبی و دماغی اصلاح مقدم ہے لہٰذا صحیح اور صالح عمل کے لئے ضروری ہے کہ چند اصول اس طرح مان لئے جائیں کہ وہ دل کا غیر متزلزل اور غیر مشکوک عقیدہ بن جائیں اور اسی عقیدہ کے تحت ہم اپنے تمام کام انجام دیں۔

عقیدہ اعمال کی اساس ہے

قرآن پاک نے ایمان کا ذکر عمل کے ذکر سے لازمی طور پر پہلے کیا ہے اور ایمان کے بغیر کسی عمل کو قبول کے قابل نہیں قرار دیا کیونکہ ایمان و عقیدہ کے عدم سے اس مخلصانہ ارادہ کا عدم ہو جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبداللہ بن جدعان کے متعلق پوچھا (جس نے جاہلیت کے زمانے میں نیکی کے کام کئے تھے) کیا اس کو ثواب ملے گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی یہ نہیں کہا کہ الٰہی میرے گناہوں کو قیامت کے دن بخشدے یعنی اس نے عمل تو نیک کئے مگر عمل کا جن عقیدہ پر مدار تھا وہ اس میں نہ پایا گیا۔ معلوم ہوا کہ عقیدہ عمل کی اساس ہے اور عقیدہ کے بغیر عمل بے بنیاد ہے۔

ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے

قرآن حکیم نے ایمان کو تمام اعمال کی اساس قرار دیا ہے اور ایمان سے محروم افراد کے کاموں کی مثال راکھ سے دی ہے جس کو ہوا کے جھونکے اڑا اڑا کر فنا کر دیتے ہیں اور ان کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ اَعْمَالُھُمْ کَرَمَادِ نِ اشْتَدَّتْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ

جنھوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے اعمال کی شکل اس راکھ کی سی ہے۔ جس پر آندھی والے دن زور سے ہوا چلی۔

(۲) وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَعْمَالُھُمْ کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً حَتّٰی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا۔ (سورۂ نور)

جنھوں نے خدا کا انکار کیا ان کے کام اس سراب کی طرح ہیں جو میدان میں ہو جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں کسی چیز کا وجود اس کو نظر نہ آئے۔

یہ اور اسی مضمون کی متعدد آیات ہیں جس میں اس امر کی تصریح ہے کہ ایمان کے بغیر عمل بیکار ہے اور ایمان سے محروم افراد خواہ کتنے ہی نیک عمل کریں وہ سراب اور راکھ کی طرح ہیں، جیسے سراب سے پیاسا پانی نہیں پاتا، راکھ کے ڈھیر میں کچھ نہیں ملتا، اسی طرح بے ایمان کے عمل کا حال ہے۔

ایمان اور کفر کی تعریف

خدا کے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور خدا کی اطاعت اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ہمیں اس کی پسند و ناپسند کا علم ہو ہم اپنے کسی عزیز یا دوست کی پسند و ناپسند اس وقت تک نہیں جان سکتے جب تک کہ وہ خود اپنے کلام سے یا طرز عمل سے اس کا اظہار نہ کر دے جب عقل انسانی اپنے ہم جنس کی پسند و ناپسند کے ادراک سے قاصر ہے تو اس ہستی مقدس کی پسند و ناپسند کو صرف عقل کیسے جان سکتی ہے جس کا ادراک ہی سرحد عقل سے باہر ہے، دنیا میں انبیائے کرام کے بھیجنے کی حکمت ہی یہ ہے کہ انسان ان کے ذریعہ اللہ کی پسند و ناپسند سے واقف ہو جائے۔

بقیہ

پس اس دنیا میں خدا کے ماننے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اس کے رسول کی لائی ہوئی ہدایات کو دل و زبان سے تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ رسول خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں کے ذریعہ مخلوق کو ہدایت فرماتا ہے اور انھیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایات کے قبول کرنے کا نام اسلام ہے اور ان کی ہدایات کو نہ قبول کرنے کا نام کفر ہے۔

مذہب کو بنیادی مسئلہ کفر و ایمان ہے اسی لئے قرآن کی سب سے پہلی سورہ (البقرہ) میں اس کو بیان کیا گیا اور پورے عالم کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ مومن، کافر، منافق۔ سورہ بقر کی ابتدائی پانچ آیتوں میں مومنین کی شان کا بیان ہے۔ اور بعد کی دو آیتیں کفار کے بارے میں ہیں۔ اس کے بعد تیرہ آیتیں منافقین کے حال میں ہیں۔ اگرچہ کافر و منافق اصل میں ایک ہی گروہ ہے لیکن چونکہ منافق کی ظاہری صورت عام کفار سے مختلف ہوتی ہے اور منافقین کا گروہ بہ نسبت کھلے ہوئے کافروں کے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے ان کے حالات کا بیان تیرہ آیتوں میں زیادہ تفصیل سے کیا گیا۔

(۱) الٓمٓ سے مُفلِحُون تک پانچ آیتوں میں مومن اور ایمان کا اجمالی ذکر ہے الذین یؤمنون بالغیب۔ یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ غیب سے اس جگہ وہ تمام اعتقادیات مراد ہیں جو انسان کی نظر اور مشاہدہ سے پوشیدہ ہیں جیسے قیامت، جنت، دوزخ، پل صراط، میزان، عدل وغیرہ۔
(خازن و ابن کثیر)

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون۔ (سورہ بقر)	جو حضور پر نازل شدہ کتاب اور شریعت پر ایمان لائے اور گزشتہ انبیاء پر نازل شدہ وحی اور شریعت پر بھی اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں

یہاں پر ایمان کے سب سے پہلے جزو "ایمان باللہ" کا صراحۃً ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ جب اللہ ہی پر ایمان نہ ہوگا تو اس کے رسولوں پر اور وحی پر ایمان کیونکر ہو سکے گا۔ اسی سورۃ کے ختم پر جب مکرر ایمان کے مفہوم کی تشریح فرمائی گئی تو یہاں "ایمان باللہ" کو صریح لفظوں میں ذکر کیا گیا "کل اٰمن باللہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ..... الخ" چنانچہ ایمان مجمل و مفصل جو مشہور ہیں اس کا مبنیٰ یہ ہے کہ ایمان مجمل سورہ بقر کی پہلی آیات سے اور ایمان مفصل اس کی آخری آیات سے اخذ کیا گیا۔

پس آیت مذکورہ سے ایمان کے تین بنیادی اصول معلوم ہوئے۔ اللہ پر ایمان لانا، رسول اللہ اور انبیاء سابقین اور ان سب کی وحیوں پر ایمان لانا۔ آخرت پر ایمان لانا۔ یہی تین چیزیں دراصل ایمان کے اصول ہیں باقی سب فروع ہیں۔ امام غزالی نے فیصل التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ میں لکھا:-

اُصُولُ الْاِیْمَانِ ثَلٰثَۃٌ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا عَدَاہُ فُرُوْعٌ۔	ایمان کے تین اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس کے رسول پر ایمان اور قیامت پر ایمان، اس کے سوا سب فروع ہے۔

اور ان اصولوں کو بھی مختصر کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ "ایمان بالرسول" میں سب اصول آجاتے ہیں کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ ہو رسول پر ایمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اور رسول پر ایمان ہو جائے تو یوم قیامت پر خود اس کے اندر داخل ہے کیونکہ "ایمان بالرسول" کا مطلب یہ ہے کہ رسول کی تمام ہدایتوں پر ایمان لایا جائے۔ اسی لئے آئمۂ اسلام نے ایمان کی تعریف یوں فرمائی۔

ھُوَ التَّصْدِیْقُ بِمَا جَآءَ بِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیْ تَصْدِیْقُ النَّبِیِّ بِالْقَلْبِ فِیْ جَمِیْعِ مَا عُلِمَ بِالضَّرُوْرَۃِ مَجِیْئُہٗ بِہٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِجْمَاعًا۔	ایمان ان امور کی تصدیق کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے یعنی اجمالی طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرنا ہر اس چیز میں جو آپ اللہ کی طرف سے لائے جس کا ثبوت آپ سے قطعی طور پر ہو۔

ثبوت قطعی ضروری و بالضرورۃ و ضروریات دین کی تعریف

(۱) ثبوت قطعی۔ یعنی وہ امور جو حضور علیہ السلام سے ہم تک بطریق تواتر پہنچے اس کا ثبوت قطعی ہے جیسے تعداد رکعات، زکوٰۃ کی مقدار، قرآن حکیم وغیرہ۔ تواتر کے معنی یہ

ہیں کہ حضور علیہ السّلام سے لیکر ہم تک ہر قرن اور ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف خطوں میں اس بات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے اتنی تعداد میں رہے ہوں کہ ان سب کا غلطی یا کذب پر متفق ہوجانا عقلاً محال ہو۔

(۲) ضروری دیالضرورۃ ۔عرف فقہاء و متکلمین میں ضروری وبالضرورۃ کا مطلب یہ ہے کہ تواتر کے ساتھ ساتھ اس بات کی شہرت تمام خاص و عام مسلمانوں میں اس درجہ کی ہوجائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ کا فرض ہونا ، نبوت کا حضور علیہ السّلام پر ختم ہونا وغیرہ۔

(۳) ضروریات ۔ جو امور حضور علیہ السّلام سے بذریعہ تواتر اس درجہ شہرت و بداہت کے ساتھ ثابت ہوں کہ ہر خاص و عام اس سے باخبر ہو ان کو فقہاء و متکلمین کی اصطلاح میں ضروریات دین سے موسوم کیا جاتا ہے۔

هُوَ مَا يَعْرِفُ الْخَوَاصُّ وَ الْعَوَامُّ اَنَّهُ مِنَ الدِّيْنِ لِوُجُوْبِ الْاِعْتِقَادِ التَّوْحِيْدِ وَالرِّسَالَةِ وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَاَخَوَاتِهَا يُكَفَّرُ مُنْكِرُهٗ

ردالمختار صفحہ ۴۶ جلد ۱

ضروریات دین وہ اُمور ہیں جن کو (ان کی شہرت کی وجہ سے) خواص و عوام سب ہی دین کی ضروری باتیں سمجھتے ہیں جیسے توحید رسالت ، پانچ نمازیں اور اسی کے مثل اور باتیں جن کا منکر کافر ہوتا ہے۔

(۴) علامہ شہاب الدین ابن حجر اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں ۔

(۱) ثم المعلوم بالضرورۃ من الشرع قسمان احدھما مما یعرفه الخاصۃ والثانی ما قد یخفی علی بعض العوام ولا ینافی فی ھذا قولنا انه معلوم بالضرورۃ لان المراد من مارس الشریعۃ علم منھا ما یحصل به العلم الضروری بذالک وھذا یحصل لبعض الناس دون بعض بحسب الممارسۃ

پھر ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسے ہر خاص و عام جانتا ہو (عام جو کہ مخالط الخواص ہو) اور دوسری قسم وہ ہے جو کبھی بعض عوام پر مخفی رہتی ہے لیکن اس کے باوجود اسے معلوم بالضرورۃ کہا جائے گا۔ کیونکہ معلوم بالضرورۃ سے وہ مسائل مراد ہیں جن کا ماہرین شریعت کو علم ضروری حاصل ہو اور یہ قلت اور کثرت مہارت کی وجہ سے بعض کو معلوم ہوتا ہے اور بعض اس سے بے خبر رہتے ہیں۔

وکثرتها او قلتها او عدمها فالقسم الاول من انکرہ من العوام والخواص فقد کفر لانه کالمکذب للنبی صلی اللہ علیه وسلم فی خبرہ۔

قسم اول کا انکار عوام و خواص میں سے جو شخص بھی کرے ، وہ کافر قرار پائے گا اس لئے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر میں حضور کی تکذیب کرتا ہے۔

(۲) والقسم الثانی من انکرہ من العوام الذین لم یحصل عندھم من ممارسۃ الشرع ما یحصل به العلم الضروری لم یکفر وان کانت کثرۃ ممارسۃ توجب للعلماء العلم الضروری۔

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۴)

اور قسم ثانی کا انکار اگر عوام میں سے وہ لوگ کریں جنھیں شریعت میں ممارست تامہ حاصل نہیں جن کی وجہ سے انھیں علم ضروری حاصل ہوجائے تو وہ کافر نہیں ہوں گے اگرچہ کثرت مہارت علماء کے لئے اس کے علم ضروری کو واجب کرتی ہو۔

(۳) الا اذا ذکر له اھل العلم انه من الدین وانه قطعی فتمادی فیما ھو علیه عناداً فیکفر لظهور التکذیب منه حینئذ

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۴)

لیکن جب اہل علم (قسم ثانی) کے منکر کو یہ بتادیں کہ یہ مسئلہ دین سے ہے اور قطعی ہے اس کے باوجود منکر اپنی بات پر عناداً اڑا رہے تو اب اس کی بھی تکفیر کی جائیگی کیونکہ (معلوم ہوجانے کے بعد انکار سے حضور علیہ السلام کی تکذیب کا ظہور ہوگیا۔

ان عبارات سے واضح ہوا کہ ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں۔

قسم اول تو وہ ہے جس کا دینی ضروری ہونا خواص کو معلوم ہوتا ہے اور ان عوام کو بھی معلوم ہوتا ہے جو علماء سے ربط و ضبط رکھتے ہیں تو قسم اول کا انکار خواہ عوام کریں خواہ خواص بہرحال یہ کفر قطعی ہے اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس کا ضروری دینی ہونا بعض عوام پر مخفی ہوتا ہے تو اگر عوام میں سے کوئی انکار کرے تو اسے کافر قرار نہیں دیں گے لیکن جب کہ علماء اس کو بتادیں کہ یہ مسئلہ بھی ضروری و قطعی ہے اور اس پر بھی وہ ازراہ عناد

انکار پر اڑا رہے تو اب اس کی تکفیر کی جائے گی۔

الغرض ضروریات دین اصطلاح شریعت میں انھیں کو اُمور کہا جاتا ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر ثابت ہوں اور عام طور پر مسلمان ان امور کو جانتے ہوں۔ اسلام و ایمان کے لئے ان اُمور کا تسلیم کرنا لازم و ضروری ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔

فائدہ ضروریاتِ دین پر ایمان کے لئے ان کی پوری تفصیل کا معلوم ہونا ضروری نہیں۔ نفس ایمان کے لئے اجمالی تصدیق بھی کافی ہے۔ ایمان اجمالی کے لفظ یہ ہیں۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اِحْکَامِہٖ۔	میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنی ذات و صفات میں ہے ایمان لایا اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

اس کلمہ میں کہ خدا پر جیسا کہ وہ اپنی ذات و صفات میں ہے۔ ایمان لانے کا مجمل طور پر اقرار ہے مگر یہ اجمال ایسا ہے کہ خدا کی ذات و صفات کے متعلق دین سے جو بھی تفصیل معلوم ہوگی اس پر ایمان لانے کا اعتراف بھی ہے۔ اسی طرح یہ جملہ کہ "اس کے تمام احکام قبول کرتا ہوں" یہ بھی مجمل ہے مگر بایں طور پر کہ ہر وہ حکم جس کا حکم الٰہی ہونا ثابت ہوگا۔ اس پر ایمان لانے کا بھی اقرار ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ ایمان مجمل میں ایمان مفصل بہرحال داخل ہوتا ہے اور ایمان مفصل کے الفاظ یہ ہیں۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔	اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت پر، نیکی و بدی اللہ کی طرف سے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لاتا ہوں۔

الغرض نجات کے لئے مجمل طور پر ایمانیات کو قبول کر لینا کافی ہے۔

واضح ہو کہ امور ایمانیہ کی جو تشریح و تفصیل کتاب و سنت سے ہو رہی ہے اس کو بعینہٖ تسلیم کرنا ضروری ہے اور ان کا اپنی طرف سے کوئی نیا مفہوم و معنی متعین کرنا یا کسی قسم کی ترمیم کرنا گمراہی و بے دینی ہے۔

(۲) ایمان بہت سی مجموعی چیزوں کی تصدیق کا نام ہے۔ تو کفر میں تمام ایمانیات کا انکار و تکذیب ضروری نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب و انکار بھی کفر ہے۔ خواہ باقی تمام امور ایمانیہ کو صدق دل سے قبول کیا جائے۔ اس تفصیلی گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ

ایمان۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں۔ ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی و بدیہی طور پر ہو چکا ہو۔

مومن۔ وہ شخص ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرے، ہر اس امر میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی طور پر ہوا ہے۔

اسلام۔ اللہ و رسول کی اطاعت و فرماں برداری کا اقرار بشرطیکہ اس کے ساتھ ایمان تصدیق قلبی موجود ہو۔

مسلمان۔ وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کی اطاعت کا اقرار کرے بشرطیکہ اس کے ساتھ تصدیق قلبی بھی ہو۔

کفر۔ جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان میں سے کسی امر کی تکذیب و انکار کفر ہے۔

کافر۔ وہ شخص ہے جو ایمانیات میں سے کسی ایک چیز کا دل سے انکار یا زبان سے تکذیب کر دے۔

اسلام، ایمان، مسلم و مومن میں فرق

لغتہً ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام اطاعت و فرماں برداری کا۔ ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا محل قلب اور سب اعضاء و جوارح ہیں۔ لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں یعنی اللہ و رسول کی محض دل سے تصدیق کر لینا شرعاً اس وقت تک معتبر نہیں۔ جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت و فرماں برداری کا اقرار نہ کرے۔ اور اطاعت و فرماں برداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کہ ساتھ ساتھ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق نہ ہو۔ غرضکہ از روئے لغت ایمان و اسلام الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں اسی لغوی مفہوم کی بنا پر ایمان و اسلام کے اختلاف کا ذکر ہے۔ لیکن خود قرآن و حدیث ہی کی تصریحات کے مطابق یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً کوئی ایمان بدون اسلام کے یا اسلام بدون ایمان کے معتبر نہیں ہے۔ اسی مضمون کو یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ ایمان و اسلام کی ساخت تو ایک ہے فرق مبدا اور منتہیٰ کا ہے۔ ایمان قلب سے شروع ہوتا ہے اور ظاہر پر

منتہی ہوتا ہے اور اسلام ظاہر سے شروع ہو کر قلب پر منتہی ہوتا ہے۔ تو قلبی تصدیق ظاہری اقرار تک نہ پہونچے تو وہ تصدیق ایمان معتبر نہیں، اسی طرح ظاہری اقرار و اطاعت اگر تصدیق قلبی تک نہ پہونچے تو وہ اسلام معتبر نہیں۔ چنانچہ قرآن نے کہا:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۔ اس سے واضح ہوگیا کہ اللہ کا دین اسلام ہے اور ہر وہ چیز جو اسلام نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور ظاہر ہے کہ ایمان بھی دین ہی ہے تو اگر ایمان، اسلام کا غیر ہوتا تو وہ مقبول نہ ہوتا۔ لہٰذا اسلام اور ایمان کا ایک ہونا ثابت ہوا۔ شرح عقاید نسفی میں ہے:۔

وَالْاِسْلَامُ وَالْاِیْمَانُ وَاحِدٌ | اسلام و ایمان شے واحد ہیں۔

علامہ شیخ کمال الدین ہمام شارح ہدایہ نے شرح مسایرہ میں فرمایا۔

وَقَدْ اِتَّفَقَ اَھْلُ الْحَقِّ وَھُوَ فَرِیْقَا الْاَشَاعِرَۃِ وَالْحَنَفِیَّۃِ عَلٰی تَلَازُمِ الْاِیْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِمَعْنٰی اَنَّہٗ لَا اِیْمَانَ یُعْتَبَرُ بِلَا اِسْلَامٍ وَعَکْسَہٗ۔ | اہل حق نے اتفاق کیا اور وہ دونوں گروہ اشاعرہ و حنفیہ ہیں کہ ایمان و اسلام باہم متلازم ہیں بایں معنی کہ اسلام بغیر ایمان کے اور ایمان بغیر اسلام کے معتبر نہیں۔

یعنی یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر اس موقع پر یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ قرآن پاک میں ہے: قالت الاعراب اٰمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام بغیر ایمان کے بھی پایا جاتا ہے جبھی تو قرآن حکیم نے اسلام کا اثبات اور ایمان کی نفی کردی۔ جواب یہ ہے کہ آیت میں جس اسلام کا ذکر ہے وہ وہ ہے جس میں تصدیق قلبی نہ ہو۔ جیسے جو شخص زبان سے کلمہ پڑھے اور دل میں تصدیق نہ ہو تو اس کا ایمان معتبر نہیں۔ تو آیت میں اعراب کے نفاق کا بیان ہے کہ تم لوگ ظاہری طور پر اطاعت کر رہے ہو مگر تمہارے دلوں میں تصدیق نہیں ہے اور شرعاً وہ اسلام معتبر ہے جس میں تصدیق قلبی بھی ہو۔ لہٰذا آیت کا مفہوم یہ نہیں کہ اسلام بغیر ایمان کے پایا جاتا ہے بلکہ اعراب کی منافقت کا بیان ہے۔ اگر کہا جائے کہ حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام صرف اعمال کا نام ہے تصدیق قلبی کا نہیں جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ تو کلمہ کی شہادت دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور حج کرے۔ جواب یہ ہے کہ حدیث ہذا میں اسلام کے ثمرات و علامات کا بیان ہے یعنی ایمان و اسلام کی علامت یہ ہے کہ انسان فرائض اسلامیہ کی تعمیل کرے جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا۔ تم جانتے ہو ایمان کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا۔ ایمان یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو ادا کرے۔ یہاں ایمان کی تعریف میں عمل کو صرف اس لئے داخل کیا تاکہ یہ بات معلوم ہوجائے کہ اعمال صالحہ ایمان و اسلام کی علامتیں اور اس کے ثمرات ہیں تو اسی طرح مذکورہ بالا حدیث میں اسلام کے ثمرات و علامات کا بیان ہے۔

کفر کی تعریف اور اس کے اقسام

کفر شریعت میں ایمان کی ضد ہے یعنی ایسے احکام شرعیہ جو ہم کو قطعی اور یقینی طور پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پہنچے ہیں انھیں نہ ماننا کفر ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ کفر تکذیب رسول کا نام ہے پھر تکذیب کی چند صورتیں ہیں۔

(۱)۔ صراحتہً حضور علیہ السلام کو اللہ کا رسول ہی تسلیم نہ کرنا جیسے ہندو۔ سکھ۔ عیسائی تسلیم نہیں کرتے۔

(۲)۔ رسول تسلیم کرنے کے باوجود آپ کے کسی قول کو صراحتہً غلط یا جھوٹ قرار دینا یعنی آپ کی بعض ہدایات کو ماننا اور بعض کی تکذیب کرنا۔

(۳)۔ یہ کہ کسی قطعی الثبوت قول یا فعل رسول کو یہ کہہ کر رد کردینا کہ یہ حضور علیہ السلام کا قول یا فعل نہیں ہے۔

(۴)۔ یہ کہ قول و فعل رسول کو تسلیم کرتے ہوئے قرآن و حدیث میں ایسی تاویلات باطلہ کرنا جو ان کے اجماعی مفہوم کو بدل دیں اور امت کے اجماعی عقائد کے خلاف کوئی نیا مفہوم ان سے پیدا ہوجائے ایسی تاویل بھی تکذیب رسول (علیہ السلام) ہی کے حکم میں ہے۔

کفر و ارتداد کا معیار کیا ہے

واضح ہو کہ کفر و ارتداد اس صورت میں عائد ہوتا ہے جبکہ حکم قطعی سے انکار کردے۔ مثلاً یہ کہے کہ نماز فرض نہیں ہے۔ جنت کا کوئی وجود ہی نہیں ہے یا کوئی شخص پانچ وقت کی نماز کا تو شدت سے پابند ہے مگر

فرض واجب نہیں مانتا تو یہ بھی کفر ہے اور دوسرا شخص جو غفلت کی وجہ سے نماز تو نہیں پڑھتا مگر نماز کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ مسلمان ہے اگرچہ فاسق وفاجر اور سخت گنہگار ہے۔

دوم یہ کہ ثبوت کے اعتبار سے احکام اسلامیہ کی مختلف قسمیں ہیں تمام اقسام کا حکم ایک نہیں ہے۔ تو کفر وارتداد صرف ان احکام کے انکار سے عائد ہوتا ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہوں۔

قطعی الثبوت کے معنی

کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کے روایت کرنے والے حضور علیہ السلام سے لیکر آج تک ہر زمانہ ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے اسی کو اصطلاح حدیث میں تواتر اور ایسی حدیث کو احادیث متواترہ کہتے ہیں۔

قطعی الدلالت کے معنی

ہونیکا یہ مطلب ہے کہ جو عبارت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا حدیث متواترہ سے ثابت ہوئی ہے، وہ اپنے مفہوم مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی ہو کہ اس میں کسی قسم کا الجھاؤ اور ابہام نہ ہو۔

پھر اس قسم کے احکام قطعیہ اگر عوام[5] وخواص میں مشہور ومعروف ہوں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا فرض ہونا۔ جُوا، شراب اور زنا کا گناہ ہونا، حضور علیہ السلام کا خاتم الانبیاء ہونا وغیرہ، تو ایسے احکام قطعیہ کو ضروریات دین سے موسوم کرتے ہیں اور جو اس درجہ مشہور نہ ہوں وہ صرف قطعیات کہلاتے ہیں۔

ضروریات دین اور قطعیات کے حکم میں کیا فرق ہے

ضروریات دین اور قطعیات کے حکم میں فرق یہ ہے کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت مطلقاً کفر ہے۔ ناواقفیت وجہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی۔

اور قطعیات محضہ جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچے تو حنفیہ کے نزدیک اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی آدمی بوجہ ناواقفیت وجہالت کے انکار کر بیٹھے تو ابھی اس کے کفر وارتداد کا حکم نہ کیا جائے گا بلکہ پہلے اس کو تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام سے ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب حکم کفر دیا جائے گا۔ علامہ ابن الہمام نے لکھا۔

واما ماثبت قطعاً ولم یبلغ حد الضرورۃ کاستحقاق بنت الابن السدس مع بنت الصلبیۃ باجماع المسلمین فظاہر کلام الحنفیۃ الاکفار بجحدہ فانھم لم یشترطوا فی الاکفار سوی القطع فی الثبوت (الی قولہ) ویجب حملہ علی ما اذا علم المنکر ثبوتہ قطعاً۔ [مسامرہ ص۱۴۹ / شامی جلد۳ ص۳۰۹]	اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو جیسے (میراث) میں اگر پوتی اور حقیقی بیٹی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماع امت سے ثابت ہے تو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم کیا جائے کیونکہ انھوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الیٰ قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب منکر کو اس کا علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کفر وارتداد کی ایک قسم تو تبدیل مذہب ہے۔ اسی طرح دوسری قسم یہ ہے کہ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کر دیا جائے یا ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کی جائے جس سے ان کے معروف فی الشرع معانی کے خلاف معنی پیدا پیدا ہو جائیں اور غرض مروجہ بدل جائے۔

بنابریں اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار

---

[5] عوام سے مراد علماء کی صحبت میں رہنے والے عوام مراد ہیں چنانچہ فتاوی حدیثیہ میں ہے۔

وھوان یکون قطعیاً مشہوراً بحیث لایخفی علی العامۃ المخالطین للعلماء بان یعرفوہ بداھۃ من غیر افتقار الیٰ نظر واستدلال ص۱۴۸	وہ قطعی ایسا مشہور ہو کہ علماء سے اختلاط رکھنے والے عوام پر مخفی نہ ہو باس طور کہ نظر واستدلال کی طرف محتاج کے بغیر وہ اسے بداہتہً جانتے ہوں۔

کرے یا کوئی ایسی تاویل یا تحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف ہوں تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہیں کیا جائے گا۔

ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہے

واضح ہو کہ تاویل وہاں معتبر ہے جہاں کوئی اشتباہ ہو اور قواعد عربیت اور قواعد شریعت میں اس کی واقعی گنجائش ہو یعنی وہ تاویل کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو اور جو حکم شرعی ایسی دلیل سے ثابت ہو جو کہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو اس میں تاویل معتبر نہیں ہے بلکہ ایسے اُمور میں تاویل کفر ہے ——— مثلاً کوئی عین نصف النہار کے وقت جبکہ ابر و غبار بھی نہ ہو اور دھوپ نکل رہی ہو، یہ کہے کہ اس وقت دن نہیں ہے بلکہ رات ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آسمان پر کوئی بجلی کوند رہی ہو اور یہ روشنی اسی کی ہو جسے لوگ دھوپ سمجھ رہے ہیں تو کیا کوئی عاقل اس تاویل کو تاویل کہے گا؟ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ یہ محسوس اور مشاہدہ کا انکار کر رہا ہے۔ لہٰذا ضروریات دین میں ایسی تاویل معتبر نہیں ہوگی، کیونکہ اگر اس طرح کی تاویلیں معتبر مان لی جائیں تو پھر دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا، منکرین توحید و رسالت اور دہریہ تک کافر نہ ہوں گے آخر وہ بھی تو کسی تاویل اور دلیل کی وجہ سے توحید و رسالت کے منکر ہیں۔

چنانچہ علامہ عبدالحکیم خیالی میں لکھتے ہیں۔

وَالتَّاوِیْلُ فِی الضَّرُوْرِیَاتِ الدِّیْنِ لَا یَدْفَعُ الْکُفْرَ۔ حاشیہ ص ۱۲۶	ضروریات دین میں تاویل کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا۔

شیخ نے فتوحات میں فرمایا۔

اَلتَّاوِیْلُ الْفَاسِدُ کَالْکُفْرِ جلد ۲ ص ۵۵۸	تاویل فاسد مثل کفر کے ہی ہے۔

حضرت امام غزالی نے " التفرقہ بین الاسلام والزندقہ " میں اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے اور آئمہ دین فقہا و متکلمین نے اپنی تصانیف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

" قرآن و حدیث میں ایسی تاویلات باطلہ کرنا جو ان کے اجماعی مفہوم کو بدل دیں اور امت کے اجماعی عقائد کے خلاف کوئی نیا مفہوم ان سے پیدا ہو جائے تو ایسی تاویل بھی تکذیب رسول ہی کے حکم میں ہے۔ اور اس کا کفر ہونا ظاہر ہے "

تفصیل کے لئے اہل علم حسب ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

التفرقہ، مسوّی ج ۲ ص ۱۳۰، جواہر التوحید، ردالمختار ج ۳ ص ۲۹۶، شفا ص ۱۲۱، ایثار الحق علی الخلق ص ۱۲۱۔

کفر کے لئے تمام اُمور ایمانیہ کا انکار ضروری نہیں ہے

واضح ہو کہ ایمان بہت سی مجموعی چیزوں کی تصدیق و تسلیم کا نام ہے لیکن کفر میں ان سب چیزوں کی تکذیب یا انکار ضروری نہیں ہے بلکہ ایمانیات میں سے کسی ایک چیز کا انکار بھی کفر ہے مثلاً تمام امور ایمانیہ کو تسلیم کرتے مگر صرف نماز کی فرضیت کا انکار کرے گا تو کافر ہی قرار پائے گا اس صورت میں باقی امور اسلامی کا ایمان اس کو کفر سے نہیں بچا سکتا۔

(۲) اسی طرح دائرہ اسلام سے نکلنے یا کافر ہونے کے لئے اس کا قصد و ارادہ ضروری نہیں ہے۔ شیطان نے کافر ہونے کا ارادہ نہیں کیا۔ مگر اس کی حرکت نے اس کو کافر بنا دیا اور قرآن میں فرمایا گیا:۔

کَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ ۔ اور وہ کافر تھا ———

البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر کسی مسلمان سے بے خبری میں کوئی کلمہ کفر نکل جائے تو اس کی فوراً تکفیر نہ کی جائے بلکہ اس کو بتایا جائے کہ یہ کلمہ کفر ہے توبہ کرلو۔ اس پر بھی اگر وہ توبہ نہ کرے اور اپنی بات پر اڑا رہے تو اب اس کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ لزوم کفر کفر نہیں التزام کفر کفر ہے فافہم

ارتداد، زندقہ اور الحاد کی تعریف

ارتداد کے معنی لغت میں لوٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایمان و اسلام میں داخل ہونے کے بعد کفر کی طرف لوٹ جانے کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں

هُوَ الرُّجُوْعُ مِنَ الْاِسْلَامِ	اسلام سے کفر کی طرف پھر جانے

ارتداد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ علانیہ طور پر مذہب تبدیل کرے مثلاً اسلام کو ترک کرکے یہودی، عیسائی یا سکھ ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نہ تو مذہب تبدیل کرے اور نہ توحید و رسالت کا انکار کرے۔ لیکن ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کردے مثلاً یہ کہے کہ نماز فرض نہیں، روزہ، حج ضروری نہیں۔ تو ایسا شخص کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے اگرچہ وہ صدق دل کے ساتھ اللہ کی تمام صفات پر اور حضور علیہ السلام کی رسالت پر ایمان رکھتا ہو، اس لئے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر و ارتداد ہے۔

اسی طرح ضروریات دین میں ایسی تاویل کرنا اور ان کے ایسے معنی بیان کرنا جو اجماعی عقیدے کے خلاف ہوں۔ قرآن حکیم میں اس کا نام الحاد ہے۔

ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا۔	جو ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

اور حدیث میں اس کا نام زندقہ رکھا گیا ہے صاحب مجمع البحار نے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت علی کے پاس چند زنادقہ لائے گئے۔

ھی جمع زندیق (الی قولہ) ثم استعمل فی کل ملحد فی الدین والمراد منه قوم ارتدوا عن الاسلام مجمع البحار ص ۶۶۵	زنادقہ زندیق کی جمع ہے اور لفظ زندیق ہر اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو دین میں الحاد (بیجا تاویل) کرے اور اس جگہ مراد ایک مرتد جماعت ہے۔

غرضکہ اصطلاح شریعت میں ملحد اور زندیق اس شخص کو کہتے ہیں جو الفاظ اسلام کے کہے مگر معنی ایسے بیان کرے جس سے اس کی حقیقت ہی بدل جائے۔ جیسے صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں یہ تاویل کرے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے فقط دعا و ذکر مراد ہے اور اس خاص ہیئت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں، اور زکوٰۃ سے تزکیہ نفس مراد ہے، ایک معین نصاب سے مال کی خاص مقدار دینا مراد نہیں۔ ضروریات دین اور قطعیات اسلام میں اس نوع کی تاویلات کرنا زندقہ و الحاد ہے۔ اور زندقہ الحاد، منافقت سے بھی زیادہ اشد ہے جس طرح منافق ملمع کاری سے کام لیتا ہے، اسی طرح زندیق اپنے عقائد کفریہ پر تاویل فاسد کے ذریعہ اسلامی لیبل لگا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اسلام کے دھوکہ میں اس کے باطنی کفر کو قبول کرلیں۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ:

فان الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجه فی الصورة الصحیحة (شامی ج ۳ صـ ۳۴۳)	تحقیق ملحد و زندیق اپنے کفر پر اسلام کا ملمع کرتا ہے تاکہ اپنے عقیدۂ فاسدہ کو اس ملمع کاری کے ذریعہ لوگوں میں رائج کرسکے اور اپنے اس فاسد عقیدہ کو عمدہ طریق پر پیش کرسکے۔

اس لئے کہ الحاد و زندقہ درحقیقت نفاق کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے لکھا۔

وان اعترف به ظاهراً ولکن یفسر بعض ما ثبت من الدین ضرورة بخلاف ما فسرہ الصحابة والتابعون واجمعت علیه الامة فهو الزندیق کما اعترف بان القرآن حق وما فیه من ذکر الجنة والنار حق لکن المراد بالجنة الابتهاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودة والمراد بالنار الندامة التی تحصل بسبب الملکات المذمومة ولیس فی الخارج جنة ولا نار فهو زندیق۔ (مسوی شرح مؤطا ج ۲ صفحہ ۱۳۰)	اور اگر ضروریات دین کا اقرار تو کرے مگر بعض ان چیزوں کو جو دین میں ثابت ہیں ایسی تفسیر بیان کرے جو صحابہ و تابعین اور اجماع امت کے خلاف ہو تو وہ زندیق ہے مثلاً یہ تو اقرار کرے کہ قرآن حق ہے اور اس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے وہ بھی حق ہے لیکن جنت سے مراد وہ خوشی اور فرحت ہے جو اخلاق حمیدہ سے پیدا ہوتی ہے اور دوزخ سے مراد وہ ندامت ہے جو اخلاق مذمومہ کے سبب حاصل ہوتی ہے ورنہ ویسے کوئی نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔ تو ایسی تاویل کرنے والا زندیق ہے۔

واضح ہو کہ کفر و ارتداد کی یہ صورت چونکہ دعویٰ اسلام کے ساتھ اور شعائر اسلامی کی ادائیگی کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس میں

اکثر لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے اور وہ بہک جاتے ہیں اس لئے یاد رکھئے کہ اسلام کے قطعی اور یقینی احکام میں قرآن و سنت اور اجماعات سے ثابت شدہ مفہوم کے خلاف کوئی مفہوم قرار دینا الحاد و زندقہ ہے اور ایسے ملحدین سے بچانا زمانہ تمام فرائض سے اہم فرض ہے۔

فتویٰ تکفیر میں احتیاط نہایت ضروری ہے

خوب یاد رکھئے کہ تکفیر میں کبھی عجلت نہیں کرنی چاہئے اور اس سلسلہ میں کامل غور و فکر سے کام لینا چاہئے اور جب تک کسی کا کفر واقعی طور پر ثابت نہ ہو جائے تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ معاملہ بڑا سخت ہے اور فتویٰ تکفیر سے پوری ملت اسلامیہ متاثر ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کسی امر کا کفر ہونا واقعی ثابت ہو جائے تو ایسی صورت میں تکفیر نہ کرنا یا تاویلات فاسدہ سے کام لینا یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ کسی کافر کو مسلمان کہہ دینا یا کسی کلمہ کفر کو اسلام قرار دیدینا محض ایک لفظی سخاوت نہیں ہے بلکہ ملت اسلامیہ پر ظلم عظیم ہے کیونکہ اس کے نتائج و عواقب ملت کے لئے بڑے عظیم خطرات کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں اور کفر و اسلام ایک بے معنی سی حقیقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اگر کسی کے کلام میں ننانوے (۹۹) وجوہ کفر کے ہوں؟

چنانچہ حضرات فقہاء کرام نے اس معاملہ میں اس درجہ احتیاط کا حکم دیا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی مشتبہ کلام سرزد ہو جائے جس میں سو احتمال ہیں ننانوے احتمالات مضمون کفر ہونے کے ہوں اور ایک احتمال عبارت میں اس کا بھی ہو کہ اس کے کوئی صحیح و جائز معنی بن سکیں تو مفتی پر لازم ہے کہ ننانوے احتمالات کو چھوڑ کر اسی ایک احتمال کی طرف مائل ہو اور تکفیر نہ کرے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ احتیاط اسی صورت میں ہے جبکہ واقعی اس عبارت کے ایک صحیح و جائز معنی بن سکیں اور قائل بھی خود اپنے کسی قول و فعل سے اس کی تصریح نہ کردے کہ اس کی مراد وہی معنی ہیں جن سے کفر عائد ہوتا ہے ورنہ اگر صحیح و جائز معنی نہ بن سکیں تو وہ کلمہ کفر قرار پائے گا اور اگر قائل خود ہی تصریح کردے میری مراد یہی معنی کفریہ ہیں تو پھر اس کی تکفیر کی جائے گی۔ علامہ شامی نے لکھا:۔

اذا كان في المسألة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه الا اذا صرح بارادة ما يوجب الكفر فلا ينفع التاويل حينئذ۔ (الشامی)

جب کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ کفر کے موجود ہوں اور ایک وجہ مانع کفر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس کی ایک وجہ کی طرف مائل ہو۔ مگر جب کہ قائل اس وجہ کی تصریح کرے جو موجب کفر ہے تو پھر تاویل سے اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا

واضح رہے کہ فقہاء کے اس کلام سے بعض جہلاء نے یہ معنی لئے ہیں کہ اگر کسی شخص کے عقائد میں ایک عقیدہ یا قول بھی ایمان کا ہو تو اسے مومن سمجھو اور وہ کتنے ہی واضح کفری عقائد کیوں نہ رکھتا ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ فقہاء کے کلام کا یہ مطلب لینا قطعاً حتماً باطل و مردود ہے۔ اگر یہ مطلب لیا جائے تو پھر شیطان بھی کافر نہیں رہتا۔ ہر کافر کا کوئی نہ کوئی عقیدہ اور قول تو ضرور ہی ایمان کے موافق ہوتا ہے۔ شیطان بھی تو توحید و رسالت حشر و نشر سب کا قائل تھا۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ محض ایک اسلامی عقیدہ رکھنے کی بنا پر مسلمان قرار پائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ فقہاء کی مذکورہ بالا عبارت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر کسی کی زبان سے کوئی کلمہ جو لغت و عرف کے اعتبار سے مختلف معانی پر محمول ہو سکتا ہے جن میں ایک معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ عقیدۂ کفریہ سے نکل جاتا ہو اور دوسرے تمام معانی اس کو عقیدۂ کفریہ ٹھہراتے ہوں تو ایسی صورت میں مفتی احتیاط کرے اور اس کلام کو صحیح معنی پر محمول کر کے تکفیر سے باز رہے۔ بشرطیکہ وہ خود ایسی تصریح نہ کردے کہ اس کی مراد وہ معنی کفری ہیں اور کلام میں واقعی گنجائش بھی ہو کہ وہ صحیح معنی پر محمول ہو سکے۔

مسئلہ تکفیر اہل قبلہ

یہ بات بہت مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے اور کتب عقائد فقہ میں بھی اس کی تصریح ہے۔ اسی تصریح کے پیش نظر بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر کلمہ گو اہل قبلہ ہے لہٰذا اس کی تکفیر ممنوع ہے۔ لیکن سب سے پہلے یہ جاننا

ضروری ہے کہ اہل قبلہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟
اصطلاح شریعت میں اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جو تمام قطعیات
رکھتے ہیں لیکن وہ لوگ جو ضروریات
اسلام و ضروریات دین پر ایمان
دین کے منکر ہوں مثلاً شراب و زنا اور دیگر محرمات قطعیہ کو حلال جانیں یا
ضروریات دین میں تاویل کریں اور اسلام کے قطعی یقینی احکام کے
ثابت شدہ مفہوم و معنی میں ایجاد سے کام لیں تو ایسے لوگ ہرگز ہرگز
اہل قبلہ نہیں ہیں۔

۲۔ اور فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے تو
اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبلہ کی گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر تکفیر نہ کی جائے
اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اہل قبلہ اگر ضروریات دین میں سے کسی امر
کا انکار کریں تو بھی ان کو کافر نہ کہا جائے چنانچہ ان امور کی تصریح و توضیح
خود ائمہ دین و فقہاء کرام نے فرمائی ہے، چند اقوال ائمہ پیش کئے
جاتے ہیں۔

(۱) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الدین۔	جاننا چاہئے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین پر متفق ہوں۔
(۲) فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم و نفی الحشر و نفی علمہ سبحانہ و تعالیٰ بالجزئیات لایکون من اهل القبلة۔	پس جو شخص تمام عمر طاعات و عبادات کا پابند ہونے کے باوجود قدم عالم اور نفی حشر یا نفی علم اللہ بالجزئیات کا معتقد ہو، وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔
(شرح فقہ اکبر صـ۱۹۰)	(شرح فقہ اکبر)

اہل قبلہ کی تعریف

محقق ابن امیر الحاج شرح تحریر الاصول میں فرماتے ہیں:۔

(۳) هُوَ المُوَافِقُ عَلٰی مَا هُوَ مِنْ ضَرُورِیَاتِ الْاِسْلَامِ۔	اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات اسلام میں موافق ہوں۔

(شرح تحریر الاصول)

(۴)۔ شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس میں ہے:۔

اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضروریات الدین۔	اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔

نبراس صـ۵۷۲

(۵)۔ شرح مقاصد بحث سابع میں ہے:۔

فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم و نفی الحشر الخ	اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائیگا جو اگرچہ تمام عمر طاعات و عبادات میں گزارے مگر عالم کے قدیم ہونے یا قیامت و حشر کا انکار کرے۔
(۶)۔ لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم مجیئه به بالضرورة او اجمع علیه کاستحلال المحرمات۔ (مواقف)	اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اس میں ضروریات دین کا انکار یا ایسی چیز کا انکار لازم ہے جس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے جیسے حرام اشیاء کو حلال سمجھنا۔
(۷)۔ لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة۔ (شامی ج ۱ صـ۳۷۷)	جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو اس کے کفر میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ وہ اہل قبلہ میں سے ہو۔
(۸)۔ و معنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الامور الخفیة غیر المشهورة (نبراس صـ۱-۵)	(اور فقہاء نے جو یہ کہا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے) اس کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اور اسلام کے ایسے امور کے انکار کی وجہ سے جو کہ مشہور نہ ہوں تکفیر نہ کی جائے۔

(۹)۔ فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے:۔

اذ لا نکفر احدا من اهل القبلة الا بانکار قطعی من الشریعة	ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے مگر بہ سبب انکار کسی حکم قطعی کے۔

(شرح الفیۃ صـ۱۲۳ و خلاصۃ عقدیہ)

امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں:-

(۱۰)۔ امام ربانی مجدد الف ثانی ...ودوں ایں فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ اند در تکفیر آنہا جرأت نباید نمود تا زمانیکہ انکار ضرورت دینیہ ننماید و رد متواترات احکام شرعیہ نکنند و قبول ماعلم مجیئہ من الدین بالضرورۃ نکنند۔	اور چونکہ یہ فرقہ مبتدعہ اہل قبلہ ہیں اس لئے ان کی تکفیر میں جرأت نہیں کرنی چاہئے جب تک کہ ضروریات دین کا انکار اور متواترات احکام شرعیہ کا انکار نہ کریں اور ضروریات دین کو قبول نہ کریں۔

(مکتوبات ۳۸ ج ۲ ص ۹۰/۸)

فقہاء کرام اور آئمہ متکلمین کی ان تصریحات سے واضح ہوا۔

(۱)۔ اہل قبلہ وہ نہیں ہیں جو صرف کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں، بلکہ اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات دین اور اسلام کے قطعی و یقینی امور پر ایمان رکھتے ہوں اور انہیں تسلیم کرتے ہوں اور دین کی کسی بھی ضروری بات کے منکر نہ ہوں۔

(۲)۔ فقہاء نے جو فرمایا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ جائے تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ اگر وہ کفر و شرک کے علاوہ کسی گناہ میں ملوث ہو جائیں مثلاً شراب پئیں، زنا کریں، تو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے ان کی تکفیر جائز نہ ہوگی۔ جیسے خوارج و معتزلہ مرتکب کبیرہ کی تکفیر کرتے ہیں۔

(۳)۔ لیکن اگر اہل قبلہ جو نماز بھی پڑھیں اور تمام عمر عبادات و طاعات میں گزاریں اور اس کے باوجود ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کر دیں تو اب ان کی تکفیر کی جائے گی۔

کفر و شرک و ارتداد کے دنیوی و اخروی احکام

کتاب و سنت میں کفر کے حسب ذیل دنیوی و اخروی احکام بڑی وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں اور ان احکام پر تمام اہل اسلام کا اتفاق بھی ہے۔

(۱)۔ کفر کا اخروی حکم یہ ہے کہ اس کی سزا دوزخ کا دائمی عذاب ہے۔ اور کافر و مشرک کی بخشش نہیں ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔	اللہ تعالےٰ مشرک کی بخشش نہیں فرمائے گا۔
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ	جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کیا انھیں اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔

(۲)۔ کفار و مرتدین، ملحدین و زنادقہ سے میل جول، سلام کلام موالات وغیرہ حرام و ممنوع ہے۔

(۳)۔ کفار سے مناکحت حرام ہے۔

(۴)۔ کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

(۵)۔ کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا یا اس کی قبر پر جانا یا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:-

لا تصل علی احد منھم ابداً ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون۔	ان کی نماز نہ پڑھئے۔ ان کی قبر پر کھڑے نہ ہوجئے۔ اس لئے کہ وہ اللہ و رسول کے منکر ہوئے اور نافرمان مرے۔
ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا ولو کانوا اُولی القربیٰ۔	نبی اور مسلمانوں کو نہ چاہیئے کہ وہ مشرکوں کی مغفرت کی دعا کریں۔ اگرچہ وہ ان کے قرابت دار ہوں۔

(۷)۔ کافر کا ذبیحہ اور شکار مسلمانوں کے لئے حلال نہیں۔

(۸)۔ کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۹)۔ جو کافر دار الاسلام میں مسلمانوں کی رعایا ہوں ان کو فوج میں بھرتی کر کے جہاد میں لے جانا جائز نہیں، کیونکہ بہت ممکن ہے کہ وہ سازش کر کے دار الحرب کے کفار سے جا ملیں۔

(۱۰)۔ جو کافر اسلامی حکومت میں رہتے ہوں، ان سے جزیہ لیا جائیگا۔

قرآن مجید میں فرمایا:-

حتی یعطوا الجزیۃ عن یدٍ وھم صاغرون۔	یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر۔

(۱۱)۔ کسی کافر و مرتد کو کوئی وزارتی یا فوجی یا افسری کسی قسم کا کلیدی عہدہ دینا اور اس کو مسلمانوں کا سردار بنا دینا اور کفار سے سیاسی و ملکتی امور میں مشورہ لینا جائز نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ کو ہدایت کی تھی:-

ولا تکرموهم وقد اهانهم الله۔ ولا تأمنوهم وقد خونهم الله ولا تستعملوا اهل الکتاب۔ الخ (قرطبی ج ۴ صفحہ ۱۷۹)	کافروں کا اعزاز و اکرام نہ کرو۔ اللہ نے ان کی اہانت کا حکم دیا ہے۔ ان کو امین اور امانت دار نہ سمجھو اللہ نے ان کو خائن بتلایا ہے یہود و نصاریٰ کو کوئی عہدہ نہ دو۔

حضرت فاروق اعظم کا یہ حکم قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا۔	بیشک کافر تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں۔

ظاہر ہے کہ دشمن کو کلیدی آسامیوں پر فائز کر دینے کا نتیجہ بہر حال اسلام و مسلمین کی ذلت و رسوائی ہوگا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی کسی مسلم حکمران نے کافر، مشرک یا مرتد کو کسی عہدہ پر فائز کیا ہے تو برے وقت ہی میں اس نے غداری ہی کی ہے۔ مجھے یہاں مرتدوں و منافقوں کی نشاندہی کی ضرورت نہیں ہے۔ تاریخ کا مطالعہ ہی آپ کو بتا دے گا کہ ممالک اسلامی کی تباہی و بربادی میں اصل ہاتھ انھیں کفار و مرتدین ہی کا رہا ہے۔ بلکہ کھلے ہوئے کافر، ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ اتنا نقصان اسلام کو نہیں پہنچا سکے جتنا کہ مرتدوں اور منافقوں نے پہنچایا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت کی نصوص واضحہ میں مرتد کی سزا موت ہے اور قتل مرتد پر علماء امت کا اجماع ہے

(۱)۔ حافظ عسقلانی فتح الباری صفحہ ۱۷۷ جلد ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

قال ابن دقیق العید الردة سبب لاباحة دم المسلم بالاجماع فی الرجل واما المرأة ففیها خلاف۔ (فتح الباری ص۱۷۷، جلد ۱۲ کتاب الدیات)	علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرتد ہونا یعنی دین اسلام سے پھر جانا بالاتفاق مرد کے حق میں موجب قتل ہے البتہ اگر عورت دین اسلام سے پھر جائے تو اس کے قتل میں اختلاف ہے۔

(۲)۔ حافظ بدرالدین عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

وقال شیخنا فی شرح الترمذی وقد اجمع العلماء علی قتل المرتد اذا لم یرجع الی الاسلام واصر علی الکفر واختلفوا فی قتل المرتدة فجعلها اکثر العلماء کالرجل المرتد وقال ابوحنیفة لا تقتل المرتدة لعموم قوله نهی عن قتل النساء والصبیان۔ (عمدة القاری صفحہ ۴۱ جلد ۲۴ کتاب الدیات باب قوله تعالی النفس بالنفس والعین بالعین)	ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں فرمایا ہے۔ علماء نے قتل مرتد پر اجماع فرمایا ہے جب کہ وہ ارتداد پر قائم رہے اور اسلام کی طرف نہ لوٹے اور کفر پر مداومت اختیار کرے اور مرتد عورت کے قتل میں اختلاف ہے اکثر علماء نے مرتد عورت کو بھی مثل مرد کے واجب القتل قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ مرتد عورت کو قتل نہ کیا جائے بوجہ عموم قول پیغمبر علیہ السلام کے کہ آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے (کذا فی عمدۃ القاری)

(۳)۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں

قد اتفق الائمة علی ان من ارتد عن الاسلام وجب قتله۔	آئمہ نے اتفاق فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام لاکر اس سے پھر جائے تو اس کا قتل واجب ہے۔

ایمان کی تعریف میں ائمہ کا اختلاف

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

ان الایمان اقرار باللسان ومعرفة القلب۔	ایمان دل سے تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کو کہتے ہیں۔

معرفت قلب کے معنیٰ پختہ اور غیر متزلزل اعتقاد کے ہیں یعنی ایمان دل کے اعتقاد جازم کا نام ہے اور زبان سے اقرار کرنا شرط ہے۔ چنانچہ شرح عقائد میں ہے:-

وَذَهَبَ جُمْهُورُ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى أَنَّهُ هُوَ التَّصْدِيقُ بِالْقَلْبِ وَالْإِقْرَارُ شَرْطٌ لِإِجْرَاءِ الْأَحْكَامِ فِي الدُّنْيَا لِمَا أَنَّ تَصْدِيقَ الْقَلْبِ أَمْرٌ	جمہور متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب کا نام ہے اور اقرار لسانی صرف دنیوی احکام جاری ہونے کی ایک شرط ہے۔ کیونکہ تصدیق قلبی ایک امر پوشیدہ ہے، اس لئے لازمی ہے اس کے لئے

باطن لابد من علامۃ فمن صادق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فھو مومن عند اللہ تعالیٰ (شرح عقائد)	کوئی علامت ظاہری ہونی چاہئے۔ لہٰذا جو شخص دل سے تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے اور زبان سے (کسی کے سامنے) اس کا اقرار و اظہار نہ کرے وہ اللہ کے نزدیک مومن ہے۔

معلوم ہوا کہ زبان سے اقرار کرنا صرف اس لئے ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص مومن ہے، کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کا اظہار نہیں کرے گا اس کے دل کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایمان محض تصدیق قلبی کا نام ہے اور "اقرار لسانی" صرف شرط ہے۔

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اس کے عقلی و نقلی دلائل

ایمان دل کے اعتقاد کو کہتے اس کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں :-

۱۔ عربی زبان میں امنوا باللہ کا اولین مفہوم تصدیق ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور اس معنیٰ سے عدول کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

۲۔ ایمان کا محل دل ہی ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں دل کو ایمان کا محل قرار دیا گیا ہے۔

(۱) اُولٰٓئِكَ كَتَبَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ	یہ وہ ہیں جن کے دل میں ہم نے ایمان کو پختہ کر دیا۔
(۲) مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ۔	ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر دل سے ایمان نہیں لاتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دل سے تصدیق کا نام ہے۔

۳۔ حضرت اسامہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا، جس نے زبان سے کلمہ پڑھا۔ ان کا خیال تھا کہ یہ شخص دل سے کلمہ نہیں پڑھ رہا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا اسامہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایمان کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ لہٰذا دل کی تصدیق کا نام ایمان ہوا۔

۴۔ اہل کتاب اور فرعون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی جانتے تھے حالانکہ وہ مومن نہ تھے، اس کی وجہ یہی تو تھی کہ وہ دل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہیں کرتے تھے، اس سے بھی ثابت ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

۵۔ کفر ایمان کی ضد ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں کفر کے مقابل ایمان کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے اس آیت میں مَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ اور یہ ظاہر ہے کہ کفر کے معنی جھٹلانے اور انکار کرنے کے ہیں اور یہ دل ہی کا فعل ہے، لہٰذا جب کفر دل کا فعل ہے تو کفر کی ضد ایمان بھی دل کا فعل ہی ہونا چاہئے اور دل کا فعل عبارت ہے تصدیق سے اور تکذیب کی ضد تصدیق ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ایمان دل کی تصدیق کو کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اعمال صالحہ حقیقت ایمان میں داخل نہیں ہیں۔

۶۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اس آیت میں منافقین سے ایمان کی نفی کی گئی ہے۔ حالانکہ منافق زبان سے اقرار کرتے تھے مگر چونکہ دل سے تصدیق نہیں کرتے تھے اس لئے ایمان کی نفی کر دی گئی۔

۷۔ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔ اس آیت میں مکرہ کے لئے یہ جائز قرار دیا گیا کہ وہ جان بچانے کے لئے زبان سے انکار کر دے مگر اس زبانی انکار کے باوجود اس کو مومن قرار دیا گیا اس کی وجہ یہی تو ہے کہ اس میں تصدیق قلبی پائی جا رہی ہے۔

۸۔ (۱) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔
(۲) اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ۔
(۳) اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ ...... الخ
ان آیات میں ایمان کا عطف اعمال صالحہ پر کیا گیا اور معطوف اور معطوف الیہ میں مغایرت ہوتی ہے یعنی معطوف، معطوف الیہ میں

(بقیہ صفحہ ۲۸ پر)

از سید العلماء مولانا الحاج سید عبدالحق صاحب قادری چشتی

دارالعلوم غریب نواز

حج کی واپسی پر بمبئی ہی میں دارالعلوم غریب نواز کا پوسٹر دیکھا اور بابو نظامی بمبئی سے دھوراجی تک میرے شریک سفر رہے۔ اولاً تو مجھے اس نام سے ہی عشق ہے پھر مولانا نظامی نے دارالعلوم غریب نواز سے متعلق جو اپنا نظریہ بیان کیا اس سے مجھے کلیۃً اتفاق ہے، جی چاہتا ہے اس کی عمارت کھڑی ہوجائے اور اس کی ایک ایک اینٹ چوموں! اس لئے کہ وہ میرے غریب نواز سے نسبت رکھتا ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بابو مشتاق احمد نظامی نے تقریباً ڈھائی ہزار روپئے سے زائد کی ایک قطعہ زمین جو وسط شہر الٰہ آباد میں ہے اس کو دارالعلوم کے لئے وقف کر دیا ہے۔ یہ ان کا پہلا چندہ ہے، سردست دارالعلوم کی عمارت اسی پر اٹھائی جائیگی اور دوسری زمین بھی خریدنے کی کوشش کی جائیگی۔

میرے نظامی کئی کروڑ سنی مسلمانوں کے نمائندے ہیں ابتک انھوں نے مناظرہ، تقریر، تحریر سے سنیت کی خدمات انجام دی ہیں مگر اب ان کی زندگی ایک نئے موڑ پر آگئی ہے۔ اس لئے غریب نواز کے شیدائیوں، اپنے متوسلین اور نظامی کے چاہنے اور ماننے والوں سے گزارش ہے کہ اب موقع خاموش رہنے کا نہیں ہے بلکہ دارالعلوم غریب نواز کے لئے وہ دل ہی کا دروازہ نہیں بلکہ اپنی اپنی تجوریوں کا دروازہ کھول دیں۔

مجھے پاسبان کا اگلا شمارہ دیکھنا ہے کہ میری اپیل پر کس نے کیا دیا اور کیا دینے کا وعدہ کیا۔ بابو نظامی نے اپنے مدرسہ کا دارالعلوم غریب نواز نام رکھکر میرا دل جیت لیا ہے یہ ان کا نہیں بلکہ میرا دارالعلوم ہے۔ ـــــ گدار خواجہ عبدالحق

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ:-

(مولانا) انوار احمد نظامی دفتر انچارج

منیجر مکتبہ پاسبان الٰہ آباد ۳

عارف باللہ کا عرس

سالہائے گزشتہ کی طرح عارف باللہ کا عرس جو ہوڑہ میں ہوتا تھا، امسال مولانا الحاج حافظ قاری محمد نعمت اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کے زیر اہتمام دارالعلوم میں کیا گیا جس میں ہزارہا افراد نے شرکت کی۔ سردست قرآن خوانی وایصال ثواب و محفل میلاد شریف کی رسم ادا کی گئی بقیہ مراسم رجب میں ادا کئے جائیں گے۔ شہر کے بے شمار علماء و صوفیاء، شعراء و عمائدین نے شرکت کی۔

شمس الدین شیب پور ہوڑہ

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

در در کی خاک چھانی ہے۔

اب لاج ان کے ہاتھ ہے جن کی طرف یہ دارالعلوم منسوب ہے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ ابھی غریب نواز کے شیدائی زندہ ہیں اور وہ دارالعلوم غریب نواز کی تعمیر میں اپنی ہر ممکن خدمات سے میرا ہاتھ بٹائیں گے اور جس منصوبہ کو لے کر میں اٹھا ہوں اسے کامیاب بنانے میں وہ پیچھے نہ ہٹیں گے۔

اگر میری قوم نے میرا ساتھ دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں "دارالعلوم غریب نواز" پوری دنیائے سنیت کا مرکز توجہ ہوگا۔

از جناب صابر براری ضیائی کراچی

جلوے

مہرِ تاباں یہ ماہ و انجم یہ عرش و لوح و قلم کے جلوے
ہے چشمِ حق بیں کی یہ شہادت ہیں آپ کے دم قدم کے جلوے

عیاں ہیں والشمس و الضحیٰ سے رُخِ جمیل الشیمؐ کے جلوے
ہے شرحِ واللیل سے نمایاں ہیں زلفِ شاہ امم کے جلوے

یہی وہ مہمانِ خوش ادا ہیں جنھیں نوازا اُلا کے رب نے
لپٹ لپٹ کر فلک سے لوٹے انہی کے نقشِ قدم کے جلوے

ہو صحنِ اقصیٰ کے باغِ رضواں ہو قاب قوسین یا اَدنیٰ ہو
غرض ہیں سب رفعتوں سے بالا تمھارے جاہ و حشم کے جلوے

شکم پہ باندھے ہوئے ہو پتھر مگر شکم سیر ہیں گداگر!!
خدائی حیرت سے دیکھتی ہے تمھارے جود و کرم کے جلوے

ہو کوئی اپنا کہ ہو پرایا ہر اک پہ اکرام کی نظر ہے
گھٹائیں رحمت کی چھا رہی ہیں برس رہے ہیں کرم کے جلوے

یہی تمنا ہے اپنی صابر زمینِ طیبہ کو جا کے دیکھیں
جہاں کے ذرات پہ ہیں قرباں بہارِ باغِ ارم کے جلوے

از جناب ادب سیمابی

لالہ و گل

بہار آفریں بے خزاں راستے ہیں
وہ طیبہ کے رشکِ جناں راستے ہیں

زمین و فلک کہکشاں راستے ہیں
محمدؐ کے کون و مکاں راستے ہیں

یہاں راستے ہیں وہاں راستے ہیں
تمھارے لئے دو جہاں راستے ہیں

حضور آپ گزرے ہیں جن راستوں سے
وہ سب راستے ضو فشاں راستے ہیں

شرف جن کو قدموں نے بخشا تمھارے
وہ سجدہ گہِ انس و جاں راستے ہیں

کئے منتخب بہرِ انساں جو تم نے
سراپا کرم مہرباں راستے ہیں

عدم اور ہستی منازل تمھاری
مکاں راستے لامکاں راستے ہیں

نگاہِ تصور ہے اور آپ آقا
عجب درمیاں درمیاں راستے ہیں

یقیناً یقیناً یقین اور ایماں
تمھارے ہی یہ بے گماں راستے ہیں

تری معرفت سے جو پہنچیں خدا تک
وہی تیرے شایانِ شاں راستے ہیں

کٹھن سے کٹھن اور دنیا کی راہیں
مدینے کے دارالاماں راستے ہیں

جہاں آپ نے مسکراہٹ بکھیری
وہ "آمین نما وادیان" راستے ہیں

ادب حسنِ عالم نچھاور ہے جن پر
وہی راحتِ عاشقاں راستے ہیں

مولانا محمد اعظم صاحب نائب مفتی دارالافتاء بریلی

بَابُ الاستفتاء

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک چھوٹے تالاب میں چند روز سے ہر روز صبح ایک بالشت سے ۴-۵ پونڈ وزن تک کی مچھلیاں مر کر کنارے آتی ہیں۔ وہ مری ہوئی مچھلیاں کھانا جائز ہے یا نہیں۔ ان میں کئی ۱۰-۱۵ منٹ بعد جان چھوڑنے والی قریب الموت بھی ہوتی ہیں۔ اگر مری ہوئی کھانا ناجائز ہو تو ان قریب الموت کو تو کھا سکتے ہیں یا نہیں۔ کھانے نہ کھانے کے کچھ سبب بھی براہ کرم سمجھائیں۔ جو لوگ اب تک مری ہوئی کھا چکے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی عبد القادر نقشبندی مختار باقر گنج پٹنہ

الجواب۔ جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی بغیر مارے مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی کہ پیٹ اوپر ہو گیا اور پیٹھ نیچے، وہ حرام ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولا یحل حیوان مائی الا السمک غیر الطافی وهو ما بطنه من فوق فلو ظهره من فوق فليس بطاف فيوكل (اور اگر پانی کی گرمی یا سردی وغیرہ کسی آفت سے مچھلی مر کر پانی کی سطح پر آ گئی اس طرح کہ پیٹ نیچے اور پیٹھ اوپر تو اس صورت میں حلال ہے۔ اسی میں ہے۔ وما مات بحر الماء او برده نموته بآفة وهبانيا (ردالمحتار میں ہے۔ وهو الاصل فی الحل۔ جو مچھلی قریب الموت ہے وہ حلال ہے اُسے کھا سکتے ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی مری ہوئی مچھلیاں کھائیں جو سردی گرمی وغیرہ کسی آفت سے نہیں مریں بغیر مارے خود پانی کی سطح پر الٹ کر مری تھیں تو حرام کھایا، توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ یہاں مسجد کے کنوئیں میں جو طول و عرض میں دہ در دہ سے بہت کم ہے مگر پانی گہرا ہے جوتا چپل گر گیا ہے، نکالنے کی کوشش کی نہیں ملا۔ ساٹھ ستر ڈول پانی نکال کر اسی کنوئیں کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ تو کتنا پانی نکالنا ہے جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

المستفتی عبد القادر دھارواڑ۔ میسور

الجواب۔ اگر اس جوتے اور چپل کا نجس ہونا یقینی ہے تو کل پانی نکالا جائے۔ بغیر کل پانی نکالے کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں کنوئیں کے نجس ہونے کے وقت سے اب تک اس کنوئیں کے پانی سے وضو کر کے جتنی نمازیں پڑھی گئیں ان سب کا اعادہ فرض ہے اور اگر جوتا چپل کے نجس ہونے کا یقین نہیں تو بیس ڈول پانی نکالنے کا حکم ہے۔ جب ساٹھ ستر ڈول پانی نکال دیا گیا تو اب کنواں پاک ہے اور نجس ہونے کی صورت میں سب پانی نکال دیا جائے۔ اگرچہ کوشش کرنے کے بعد جوتا یا چپل نہیں ملا تو کنواں پاک ہے۔ جبکہ اس میں ایسی نجاست نہ ہو جو سارا پانی نکالنے پر بھی اس سے نہ چھوٹے یا چپکی رہے۔ اس صورت میں اس کو نکال کر پاک کرنا ہوگا۔ مگر وہ سوتوں سے جن سے کنوئیں میں پانی آ رہا ہے نیچے ریت میں دب گئی ہو یوں نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت وجماعت کے لوگ اہل تشیع کے یہاں کا کھانا کھاتے ہیں اور ان سے میل و محبت رکھتے ہیں۔ اور اہل تشیع صحابہ کرام پر لعنت بھیجتے ہیں۔ علماء دین اس کا جواب دیں۔ اللہ جزا دے گا

الجواب۔ روافض زمانہ کا حکم مثل مرتدین ہے۔ مرتد کا حکم کافر اصلی سے اشد ہے۔ مرتد سے معاملت بھی جائز نہیں نہ کہ ان سے دوستانہ تعلق اور ارتباط و محبت، ان کے یہاں کھانا اور انھیں کھلانا، بلانا، اور ان کا ذبیحہ مردار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ قال تعالیٰ۔ فلا تقعد بعد الذکری

مع القوم الظالمین۔ ایسوں ہی کے بارے میں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تواکلوھم۔ نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ انھیں کھلاؤ۔ واللہ الھادی ھو تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح فقیر مصطفےٰ رضا خاں غفرلہٗ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی دونوں نابالغ تھے جن کی عمر بوقت نکاح پانچ یا چھ سال کی تھی! دونوں کی منگنی کا رشتہ ہوا۔ بعدہ قلیل عرصہ کے بعد دونوں کی تاریخ شادی مقرر ہوگئی۔ تاریخ مقررہ پر دونوں کے والدین نے ایجاب وقبول کیا۔ کچھ دنوں بعد جب لڑکی نے ہوش سنبھالا تو اس نے لڑکے کو دو بیماریوں میں مبتلا پایا۔ پہلی بیماری مرگی اور دوسری پاگل پن لہٰذا لڑکی متنفر ہوگئی اور جس دن بالغ ہوئی اسی دن اسی وقت دو گواہوں کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ میں آج ابھی اسی وقت بالغ ہوئی ہوں۔ قانون اسلام کے مطابق میں اپنا نکاح فسخ کرتی ہوں کہ یہ خاوند پسند نہیں۔ کیا ایسی حالت میں وہ نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور وہ عورت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ چونکہ اس قسم کا مسئلہ "بہار شریعت" حصہ ساتواں ص۲۲ میں ہے لہٰذا جواب باصواب عنایت فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

المستفتی محمد ابراہیم قاضی مقام گنگ تنگ، چتوڑ

الجواب۔ یہ نکاح صحیح ولازم ہے اسے لڑکی فسخ نہیں کر سکتی کہ دونوں کے والدین نے کیا۔ اور باپ دادا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ کسی مرض کے سبب بھی لڑکی کے فسخ کرنے سے فسخ نہیں ہو سکتا۔

ہدایہ میں ہے۔ فان زوجھما الاب اوالجد یعنی الصغیر والصغیرۃ فلا خیار لھما۔ اسی میں ہے واذا کان بالزوج جنون او برص اوجذام فلا خیار لھا۔ اور جب یہ نکاح درست ہے تو جب تک شوہر طلاق نہ دے یا مر نہ جائے یا معاذ اللہ مرتد نہ ہو جائے دوسرے کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ قال تعالیٰ والمحصنٰت من النساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح فقیر مصطفےٰ رضا خاں غفرلہٗ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے ایک امام صاحب ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ دیوبندی وہابی سے میل جول، دوستی رکھنا ناجائز ہے، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو نہ ان سے شادی بیاہ کرو نہ رشتہ تعلق لگاؤ نہ ان کی کتاب پڑھو۔ یہاں تک فرماتے ہیں کہ مثل کفار کے دشمن دین جانو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جوان بدمذہبوں کے کفری کلمہ سے آگاہ ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے اور مسجد میں یہ لکھ کر لگا دیا ہے وہ لفظ یہ ہے۔

"یہ مسجد حنفی مذہب اہلسنّت وجماعت کی ہے اس میں بلند آواز سے آمین نہ کہو اور ہاتھ نہ جھاڑو۔ مذہب حنفی کا طریقہ اختیار کرو۔" یہاں تک امام صاحب کا بیان ہے۔

اب زید یہ کہتا ہے کہ امام فتنہ انگیز ہے۔ ہم نے کہیں نہیں دیکھا ہے کہ دیوبندی وہابی کو مسجد سے روکا جاتا ہو اور رفع یدین وآمین سے روکا جاتا ہو۔ یہ فروعی مسئلہ ہے حنفی میں نہیں ہے مگر شافعی میں ہے تو کیا حنفی کی مسجد میں شافعی مالکی حنبلی کو نماز نہ پڑھنے دیا جائے گا۔ اور اس فروعی مسئلہ کی وجہ سے بے دین، منکر، کافر نہیں کہہ سکتے۔ رفع یدین وآمین بنیادی مسئلہ ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ آجکل مولویوں نے فروعی مسائل کو لے کر فساد کر دیا ہے، ان کے پیچھے مسلمانوں کو نہیں پڑنا چاہئے۔ یہ جھگڑا مولوی عالم جانے۔ ہم کو عبادت نماز روزہ وغیرہ ادا کرنا چاہئے۔ سب مولوی کو ماننا چاہئے۔ دیوبندی وہابی کو بے دین کافر کیوں کہیں۔ وہ کلمہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہر فرائض وواجبات ادا کرتا ہے پھر کافر کیسے ہے۔ یہ بریلی کا فتنہ ہے، اپنا منوانا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں۔ یہ بریلی والے ہمیشہ فروعی مثل میلاد وفاتحہ، منت، چادر، علم غیب تقبیل ابہامین حاضر وناظر کو لے کر مسلمانوں میں نفاق پیدا کرتے

کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب
کہاں تک درست فرماتے ہیں اور زید کہاں تک ٹھیک
کہتا ہے۔ ان سب کا مفصل جواب از روئے شرع قرآن و
حدیث کی روشنی میں ایسا مدلل تحریر فرمائیں کہ مسلمانوں
پر حق و باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ ایسی شکل میں جواب
تحریر فرمائیں کہ چھپوا کر تقسیم کیا جاوے۔

المستفتی غلام محمد صابر حسین، اسلام پور بیر بھوم

الجواب۔ امام صاحب کا قول حق ہے۔ بے شک وہابی دیوبندی
اپنے کفری عقائد کے سبب خارج از ایمان ہیں۔ تمام علماء حق
کا ان کے کفر پر متفقہ فتویٰ ہے۔ حسام الحرمین شریف میں
علماء حرمین طیبین بالاتفاق فرماتے ہیں۔ من شک فی
عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ یعنی جو اُن کے کفریات پر
مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر
ہے۔ فرقہ غیر مقلدین جو اپنے کو بزعم خود اہل حدیث بھی
کہتے ہیں، یہ بھی وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے، بلکہ یہ تو
وہابیوں کے تمام کفریات میں شریک و سہیم ہوتے ہوئے
ایک نمبر اور بڑھ گئے کہ چاروں مذہبوں سے الگ تمام
مسلمانوں سے جدا انھوں نے ایک راہ نکالی کہ تقلید کو حرام
و بدعت کہتے اور آئمہ دین کو سب و شتم سے یاد کرتے ہیں
مولیٰ تعالیٰ ہدایت دے۔ وہابی خواہ نام کے مقلد ہوں یا
غیر مقلد ان کے باطل مذہب کا رکن اعظم اللہ کی توہین
اور محبوبان خدا کی تذلیل ہے۔ زید یا تو وہابی ہے یا کسی
وہابی کے بہکانے سے ایسی باتیں بک رہا ہے۔ وہ علماء
حق اہلسنت کو فسادی بتا رہا ہے۔ امام اہلسنت مجدد
مائۃ حاضرہ ماہر اسرار شریعت طاہرہ مرجع علماء عرب و عجم
امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
عقیدت مند علماء کی شان میں گستاخانہ باتیں زبان بے لگام
سے نکال رہا ہے۔ جاہل نہیں جانتا بے خبر ہے کہ حقیقت میں
فسادی کافرساز بے ادب خدا و رسول کی شان میں گستاخ تو

یہ ہیں وہابیہ کہ اپنے سوا تمام اہلسنت کو بے دلیل دن رات
تقریراً تحریراً کافر و مشرک گردانا کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول مقبول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں" جو کسی مسلمان کو (کافر
اعتقاد کر کے) کافر کہے (وہ خود کافر ہے) یہ کفر اسی کی طرف
لوٹتا ہے"۔ ان بدمذہبوں سے ہمارا اختلاف محض ہاتھ
جھاڑنے یا فاتحہ وغیرہ مسائل فرعیہ کی بنا پر نہیں۔ ہمارا اختلاف
تو اللہ و رسول کی عظمت کا ہے۔ مولیٰ عز و جل کی مقدس اور
اس کے محبوبوں کی بے عیب شان میں ادنیٰ گستاخی کا ایک
کلمہ بھی سُن کر خاموش نہیں رہ سکتے۔ احقاق حق اور ابطال باطل
ہمارا فریضہ ہے۔ زید صرف ہاتھ جھاڑنے اور آمین بالجہر کو
شافعیت بتاتا ہے۔ یہ بھی اس کی جہالت ہے۔ بیشک آئمہ
اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی اور امام احمد
ابن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سواد اعظم اہلسنت
کے چار برحق جلیل القدر مجتہد ہیں ان میں سے جن کا جو مقلد
ہے وہ صراط مستقیم پر ہے۔ ایک امام کا مقلد دوسرے امام
کے مقلد کو ناحق غلطی پر نہیں بتا سکتا۔ مگر محض ہاتھ جھاڑنے پر
یا آمین بالجہر کا نام شافعیت نہیں، شافعی حقیقت میں
وہ کہا جا سکتا ہے جو اصول اہلسنت پر رہتے ہوئے تمام
مسائل عملیہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقلد ہو۔
آجکل کے ہاتھ جھاڑنے والے علم سے کورے غیر مقلد
بزبان خویش اہلحدیث، یہ تو وہابیوں کے داہنے ہاتھ ہیں
انھیں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا علاقہ یہ تو
سرے سے ایمان سے محروم ہیں۔ اور جب ایمان نہیں تو ان کا
نام کا روزہ، نماز، حج و زکوٰۃ اکارت و بے کار ہے۔ ایسوں
ہی کے بارے میں قرآن عظیم ناطق ہے۔

و من یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو
کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا
والآخرۃ۔ (جو اپنے دین سے پھرے پھر وہ اسی حالت
میں مرے تو ایسے لوگوں کے اعمال اکارت گئے دنیا میں اور

آخرت میں) الیسوں ہی کے بارے میں دوسری آیت میں ارشاد ہورہا ہے۔

عاملة ناصبة تصلی ناراً حامیة۔ (کام کریں مشقتیں جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں)

زید کا یہ جملہ کہ سب مولوی کو ماننا چاہئے۔ ہم دیوبندی وہابی کو کافر کیوں کہیں، یہ کفری کلمہ ہے۔ اگر زید پہلے سے خارج از ایمان نہیں اور اس کلمہ شنیع کو وہابیوں کے عقائد سے واقف ہوکر کہا تو خارج از ایمان ہوگیا۔ اس پر توبہ و تجدید ایمان اور بیوی ہے تو تجدید نکاح بھی فرض ہے اور توبہ و تجدید ایمان اسی وقت صحیح ہوگا جبکہ وہابی اور جتنے کفار ہیں سب کو کافر جانے اور اپنے باطل خیال سے کہ سب مولوی کو ماننا چاہئے باز آئے۔ وہابیوں دیوبندیوں سے میل جول، دوستی کرنا، ان سے شادی بیاہ کرنا، سلام کرنا، جواب سلام کہنا، ان کے پیچھے یا ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی صحبت میں بیٹھنا یہ سب ناجائز و حرام ہیں بلکہ نماز جنازہ تو کافر یا وہابی جان کر پڑھنا کفر ہے اعاذنا المولیٰ تعالیٰ منہ قرآن عظیم میں الیسوں ہی کے بارے میں فرمایا گیا۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار یعنی اے مسلمانو! مت مائل ہو تم ان کی طرف جنھوں نے کفر کرکے ظلم کیا کہ ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں جاؤ۔

صحیح مسلم شریف میں ہے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (انھیں تم اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے بچاؤ وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈالدیں۔)

ابوداؤد شریف میں ہے۔ ان مرضوا فلا تعودوھم (اگر وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ) ان ماتوا فلا تشھدوھم۔ (اگر مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو)۔

سنن ابن ماجہ میں ہے۔ ان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم۔ (اگر ان سے ملاقات ہو تو سلام نہ کرو)

محدث عقیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا۔ لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم (ان کے پاس نہ بیٹھو ساتھ پانی نہ پیو کھانا نہ کھاؤ شادی بیاہ نہ کرو)

ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتنا اور زائد کیا ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم (ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو)

محدث دیلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار انھیں بدمذہبوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ انی بری منھم و ھم براء منی (میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں۔)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جانا اور فرمایا ہے اور مسلمانوں کو بھی یہی تعلیم فرمائی۔ قرآن عظیم میں صدہا مقام پر خداوند قدوس نے کفر کرنے والوں کو کافر فرمایا ہے۔ چونکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور تمام عالموں کے لئے بشیر و نذیر بنکر تشریف لائے تھے اس لئے آپ نے راہ سے بھٹکے ہوئے ہر شخص کی رہنمائی فرمائی۔ آپ کی پوری کوشش اور دلی خواہش یہی تھی کہ تمام لوگوں کو کفر و ضلالت سے نکال کر عذاب قہار سے بچاکر ایمان و عرفان کی دولت سے مالا مال کردیں۔ طرح طرح سے ان کو سمجھاتے، عذاب الٰہی سے ڈراتے، جس کو توفیق ہوتی مشرف باسلام ہوتا۔ کچھ لوگ اپنی بدبختی کی بنا پر دولت ایمان سے محروم بھی رہے اور کتنے کم بخت ایسے بھی ہوئے جنھوں نے سرکار کو محض تبلیغ اسلام کی بنا پر طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں مگر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے اَللّٰھُمَّ اھد قومی۔ اے اللہ تو ان کی آنکھیں کھول دے کہ مجھ کو پہچان لیں اور میرے ذریعہ تجھ کو جان لیں فانھم لا یعلمون کہ یہ نادان ہیں

اور یہ کہیں سے ثابت نہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فنا میں ناکام کوشش کرنے والے منافقین یا شمع نبوت کے بجھانے کا بے سود ارادہ کرنے والے مفسد و شریر کفار کے ساتھ نرمی برتی ہو۔ اگر ابتدائے اسلام میں مصلحت وقت کی بنا پر منافقوں کا مسلمانوں سے بائیکاٹ نہیں کیا گیا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا تھا کہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ انھیں یوں نہ رہنے دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کر دے گا۔ قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔

معلوم ہے اس کے بعد کیا ہوا بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن علی الاعلان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا اُخْرُجْ يَا فُلَانُ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ۔ یہ حدیث طبرانی و ابن حاتم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ منافقین دین کے ساتھ یہ ان کا برتاؤ ہے جنھیں رب العزت جل جلالہ نے رحمۃ للعالمین فرمایا جن کی رحمت رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے عزوجل اپنے حبیب کو ارشاد فرماتا ہے يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت و سختی کیجئے۔ یہ ان کو حکم ہو رہا ہے جن کو رب تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ بے شک تو بڑے خلق پر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مخالفین دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے، اتنا ہی نہیں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ان شریر گستاخ کفار کو جو دن رات آپ کی اعلیٰ و اطہر شان میں تقریر و شاعری ہر پہلو سے توہین آمیز کلمات بکا کرتے تھے قتل تک کا حکم فرمایا اور شمع نبوت کے جاں نثار پروانوں نے اس کی تعمیل کی چنانچہ کعب اشرف اور ابو رافع دو اشرار خبیث شان نبوت میں گستاخ یہودیوں کے قتل کئے جانے کے واقعے بخاری شریف کتاب المغازی میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ یہ ہے رحمۃ للعالمین کی رحمت و شدت، اور مولیٰ تعالیٰ آپ کے اصحاب کی شان میں فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ اور ان کے ساتھ والے یعنی صحابۂ کرام کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ ہم پر لازم ہے کہ سرکار کے اسوۂ حسنہ کو اختیار کریں کہ یہی اللہ کے محبوب ہونے کا واحد ذریعہ ہے اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قدم بقدم چلیں کہ اسی میں نجات ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ بے شک تمھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے اور سرکار فرماتے ہیں۔ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔ تم لازم پکڑو میرے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔

سرکار فرماتے ہیں اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ۔ میرے صحابہ ہدایت کے تارے ہیں جس کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

امام صاحب نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا ان کو یہی کہنا لازمی ہے اور ایسوں کے ساتھ ایسی ہی سختی ہونی چاہئے ورنہ دوسروں کو بھی بہکائیں گے۔ وھو تعالیٰ اعلم

مولانا محمد صابر صاحب نسیم بستوی

چالیس گھوڑے

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کی ایک مستند و مشہور کرامت

مردان خدا دلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے باخبر ہوتے ہیں اور ان کو قوت روحانی سے یہ معلوم کرنے میں کوئی بھی دشواری نہیں ہوتی کہ ان کی بارگاہ میں آنے والا خوش عقیدگی کے ساتھ آیا ہے یا بدعقیدت ہوکر ــــ اور عارف رومی قدس سرہ العزیز تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ

لوح محفوظ است پیش اولیاء ‏ ‏ ‏ از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

ذیل میں اس قسم کا ایک واقعہ سپرد قلم کیا جاتا ہے جس کو پڑھکر آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالے عنہ نے نہ صرف یہ کہ ایک لب گور مریض کو اپنے جود و کرم سے زندگی بخش دی بلکہ اس کے دل سے بدعقیدگی کی نجاست بھی دور فرما دی ؎

برآستاں تو ہر کس رسید مطلب یافت ‏ ‏ ‏ روا مدار کہ من ناامیدی گردم

دور دراز شہر کا ایک باشندہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف مبارکہ سن کر آپ کی زیارت کا مشتاق ہوا اور بغداد میں آیا۔

اتفاق سے اس کا گزر حضور کے چوپایوں کے اصطبل سے ہوا تو اس نے چالیس بے نظیر بندھے ہوئے گھوڑے دیکھے، جن کی رسیاں سونے چاندی کے اور ان کے جُل ریشم کے تھے۔ اس منظر سے اس کے دل میں خطرہ گزرا کہ ولی طالب دنیا کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ بادشاہوں کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں پایا جاسکتا اور یہ دنیا کی محبت کا ثبوت ہے۔

اس کی عقیدت آپ کی طرف سے فاسد ہوگئی اور آپ کی خانقاہ کی بجائے دوسرے شخص کے پاس قیام پذیر ہوا۔ جہاں ایک ایسے مہلک مرض میں گرفتار ہوگیا، جس کے علاج سے اطباء اور معالجین عاجز ہوگئے۔

ایک حکیم نے اس کا مرض دیکھکر کہا کہ یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں کوئی دوا کارگر نہیں ہوسکتی ـــ لیکن اگر ایسے ایسے وصف کے چالیس گھوڑوں کا جگر دستیاب ہوجائے تو شفا ہوجائے گی۔

لوگوں نے بہت غور و فکر کے بعد کہا کہ ان صفات کے گھوڑے غوث پاک کے علاوہ اور کہیں نہیں مل سکتے۔ تو ہم لوگ آپ کی خدمت میں چلیں اور ایک گھوڑے کے لئے درخواست کریں وہ کریم ہیں امید ہے کہ ہم محروم نہ واپس ہوں گے۔

چنانچہ یہ لوگ آپ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے اور گھوڑے کے لئے عرض کی۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑا دیدیا جائے۔ پھر دوسرے دن بھی یہ لوگ اسی مقصد سے آپ کے پاس آئے۔ حضور نے اس دن بھی ان کو گھوڑا دلادیا۔ یہاں تک کہ چالیس دن میں اسی طرح چالیس گھوڑے عطا فرمادیئے اور حکیم کی تجویز کے مطابق وہ مسافر بالکل تندرست و صحتیاب ہوگیا تو آپ کی بارگاہ میں شکرگزاری کے لئے حاضر ہوا۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ وہ گھوڑے جن کو تو نے دیکھا تھا میں نے تیرے ہی لئے خریدے تھے، اس لئے کہ جب تو اپنے گھر سے نکلا اور محبت و عقیدت کے ماتحت تو نے میری ملاقات کا ارادہ کیا تو مجھ پر وہ چیز ظاہر و عیاں ہوگئی کہ تجھ کو مرض مہلک لاحق ہوگا جس کی کارگر دوا ان اوصاف کے چالیس گھوڑوں کا جگر ہوگی تو میں نے تیرے لئے خرید لئے۔ پس جب تو ہمارے چوپایوں کے اصطبل کے پاس سے گزرا اور ان کی رسی اور

جُبّل کو (چاندی، سونے اور ریشم کا) دیکھا تو وہ بد عقیدہ ہوگیا اور ہمارے مکان کو چھوڑ کر دوسری جگہ ٹھہرا تو مجھ پر جو حسن نازل ہونے والی تھی نازل ہوئی ......!

اس شخص نے جب صحیح حالات معلوم کر لئے اور اپنی آنکھوں سے آپ کے اخلاق کریمانہ کو دیکھ لیا تو شرمندہ ہوکر توبہ و استغفار کیا اور اپنی عقیدت درست کرلی .....!

پھر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ سونے چاندی کی رسیاں اور جُبّل بطور انعام کے اس حکیم کو دلا دیئے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ وہ حکیم جو نصرانی تھا اس واقعہ کو دیکھکر آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہوگیا۔

(تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ والوں کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے بے شک حق و صواب ہے ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گرانند ز راہ

یہی وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۝ (یعنی سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں) [گیارہواں پارہ ترجمہ رضویہ] کے انعام سے نوازا اور ان کو اپنی معرفت عطا فرمائی جس کی روشنی میں ہزاروں لاکھوں گمراہ بندوں نے رشد و ہدایت کی منزل تلاش کرلی .....!

حضرت عارف شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

شب تاریک دوستان خدائے
مے نا بد چوں روز رخشندہ
ویں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ جواب سے معذور ہیں (منیجر)

بقیہ کفر اور ایمان کا بیان صفحہ ۱۹ سے آگے

داخل نہیں ہوتا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اعمال صالح حقیقت ایمان میں داخل نہیں۔

۹۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ اس آیت میں اعمال کی صحت ایمان پر موقوف قرار دی گئی ہے اور شروط شرط میں داخل نہیں ہوتا ورنہ اِشْتِرَاطُ الشَّیْءِ فِی نَفْسِہٖ لازم آئے گا جو باطل ہے۔

۱۰۔ قرآن میں مرتکب حرام کو مومن کہا گیا ہے جیسے اس آیت میں وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا حالانکہ یہ امر قطعی ہے کہ شئی رکن کے بغیر متحقق نہیں ہوتی تو اگر اعمال حقیقت ایمان میں داخل ہوتے تو مرتکب حرام کو مومن نہ کہا جاتا۔

۱۱۔ قرآن میں جہاں روزہ، نماز اور وضو کا حکم دیا ہے وہاں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے لفظ سے خطاب کیا ہے اس کے بعد ان کو عمل کی تکلیف دی ہے۔ یہ بات بھی ایمان میں عمل کے عدم دخول پر دلالت کرتی ہے ورنہ تکلیف بتحصیل الحاصل لازم آئے گی جو باطل ہے۔

۱۲۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توبہ کا حکم ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً ...... الخ یہ بات بھی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ معصیت ایمان کے منافی نہیں معصیت کے ساتھ ایمان بھی ہوتا ہے کیونکہ توبہ گنہگار کے لئے ہوتی ہے نیز گنہگار کو اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں مومن قرار دیا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اعمال حقیقت ایمان میں داخل نہیں۔

جولائی سنہ ۱۹۶۳ء کا رسالہ کسی بھی وجہ سے شائع نہ ہوسکا جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں، اس لئے اب کوئی شکایت نامہ اس سلسلہ میں نہ ارسال فرمائیں۔ ـــ منیجر

ہماری خبریں

بریلی ۔ یہ خبر بڑی مسرت و شادمانی کے ساتھ نشر کیجاتی ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ حضور پر نور سیدنا و سیلتنا مولانا محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس مبارک ۲۳، ۲۴، ۲۵ ر صفر المظفر کو بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا، بڑا کثیر مجمع تھا۔ ایک جانب علمائے کرام کی کثرت دوسری جانب طلبار کا ہجوم اور عمومی طور پر مریدین و متوسلین کا یہ عالم تھا کہ قل شریف کے وقت خانقاہ عالیہ رضویہ کی وسیع عمارت، مسجد رضوی اور حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کے مکانات و آستانہ مبارکہ اپنی وسعت کے باوجود تنگ تھے۔ راستے گلی سب بھرے ہوئے تھے۔ مسجد و خانقاہ و مدرسہ وغیرہ کی چھتیں وغیرہ بھری پڑی تھیں۔

۲۴ ر صفر المظفر کو علمائے کرام کی قیادت میں حضرت مولانا ابوالوفا صاحب فصیحی غازی پوری مدظلہ العالی نے ایک نظم پڑھی جو بہت مقبول ہوئی۔ ۲۵ ر کی صبح کے بعد قرآن خوانی حسب معمول۔ پھر سلسلہ تقاریر جاری ہوا۔ مولانا فصیحی غازی پوری موصوف کے تقریر کے بعد انھوں نے مجمع کی خواہش پر اپنی وہی نظم پھر پڑھ کر سنائی جو انشاءاللہ طبع ہوگی۔ ڈھائی بجے تک اکابرین اہل سنت کی تقریریں ہوتی رہیں خاص کر حضور سید العلمار مولانا مولوی سید شاہ آل مصطفےٰ صاحب مارہروی مدظلہ الاقدس نے اس بزم میں روح پھونکدی حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کی موجودگی نے زینت و برکت بخشی، مولیٰ تعالےٰ زائرین عرس کو اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

حضرت سید العلمار مولانا سید شاہ آل مصطفےٰ صاحب برکاتی مارہروی مدظلہ الاقدس نے اپنی بصیرت افروز تقریر کے دوران تعمیر مظہر اسلام پر بھرپور روشنی ڈالتے ہوئے اپنی جیب مبارک سے ایک سو روپیہ کی رقم عطا کی، اپنا دامن مبارک پھیلا کر فراہمی زر کی اپیل فرمائی بعدہ حضرت مولانا سید ظفر حسین صاحب کچھوچھوی ایم۔ پی نے بھی اپیل فرمائی چار سو اناسی روپئے بہتر نئے پیسے کی نقد رقم بر وقت جمع ہوئی جس کی یکجا رسید نمبر ۴۷ مولانا سید شاہ اسرار الحق صاحب قبلہ نے مجھ سے حاصل کر لی۔ علاوہ سات سو چھبیس روپئے کے عطایا لکھائے بھی گئے۔ کل نقد و وعدہ کی رقم کی تفصیل درج رجسٹر ہونے کے لئے عطا کنندگان اپنے نام، پتہ اور رقم جو انھوں نے عطا کی اس سے دفتر کو مطلع فرمادیں تاکہ اندراج کر لیا جاوے۔ رب تبارک و تعالےٰ سب کو ایسی ہی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

بریلی شریف ۔ ہفت روزہ استقامت کانپور ۱۹ ر جولائی میں جناب مشتاق احمد صاحب رضوی جنرل سکریٹری سنی جمعیتہ العلمار جھانسی کا ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ نے جماعت رضائے مصطفےٰ کو سنی جمعیتہ العلمار میں ضم فرمادیا ہے معلوم نہیں جنرل سکریٹری صاحب کو یہ اطلاع کہاں سے ملی اور کن ذرائع سے ان تک پہونچی یا پہنچائی گئی۔ اس خبر میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے جماعت رضائے مصطفےٰ کو سنی جمعیتہ العلمار میں ضم کر دیا ہے۔

غالباً جنرل سکریٹری صاحب کو یہ علم نہیں ہے کہ جماعت رضائے مصطفےٰ کا قیام اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیات میں ہوا تھا اور جس کے قیام پر انھوں نے اس جماعت رضائے مصطفےٰ کو اپنی دعاؤں اور عطایا سے نوازا تھا بعد میں اس کی نشاۃ ثانیہ حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ کاش مشتاق احمد صاحب اس اعلان کی اشاعت سے قبل اس پر بھی غور فرما لیتے کہ اس اعلان سے عوام سنیوں میں کس قدر انتشار پیدا ہوگا اور اس اعلان کا رد عمل کیا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اس اعلان کی اشاعت

سے برادران اہل سنت میں اور خصوصاً جبکہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے عرس کے بکثرت مہمان موجود تھے، ان میں بھی ہیجان عام پیدا ہوگیا اور خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر جبکہ کل ہند جماعت رضائے مصطفٰے کا انتخاب ایک روز قبل حضرت مولانا الحاج سید شاہ آل مصطفٰے صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں عمل میں آچکا تھا جس میں حضرت برہان الملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب جبل پوری کو جماعت رضائے مصطفٰے کا صدر منتخب کیا گیا اور سحبان الہند مولانا مولوی ابوالوفا صاحب فصیحی غازی پوری کو جنرل سکریٹری منتخب کیا گیا۔ جماعت رضائے مصطفٰے ہی وہ مبارک جماعت ہے جو نصف صدی سے مسلمانان اہل سنت کی ترجمانی کر رہی ہے اور آج بھی وہ تمام سنی مسلمانوں کی متحدہ و متفقہ نمایندہ جماعت ہے۔ عام سنی مسلمانوں کی دیگر جماعتوں کی سرتاج ہے، دوسری جماعتیں اس میں ضم ہو سکتی ہیں اور ہوجانا چاہئیں یہ ہرگز کسی میں بھی ضم نہیں ہو سکتی لہذا برادران اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اس اعلان سے متاثر ہو کر یہ سمجھ لیں کہ جماعت رضائے مصطفٰے کو اب سنی جمعیۃ العلماء میں ضم کر دیا گیا ہے یہ اعلان سراسر غلط بیانی ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے ان الفاظ کو "سنی جمعیۃ العلماء جماعت رضائے مصطفٰے اسی کا دوسرا نام ہے" ان الفاظ کا مفہوم غلط سمجھا گیا ہے۔

ہم جناب مشتاق احمد صاحب جنرل سکریٹری سنی جمعیۃ العلماء جھانسی سے پر زور مطالبہ کریں گے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں خود اس اعلان مطبوعہ استقامت کی تردید کی زحمت گوارا فرمائیں ورنہ سنی عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ کسی خاص غرض و مقصد کے تحت سنی جمعیۃ العلماء کی آڑ لے کر جماعت رضائے مصطفٰے کو بدنام تو کیا بلکہ جڑ سے اکھیڑ دینے کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کریں گے کہ اس قسم کے غلط بیانات و اطلاعات سنی جمعیۃ العلماء کے وقار کو بھی سبک بنا دیں گے۔

سید حمایت رسول قادری رضوی حامدی غفرلہٗ
صدر ریلیف کمیٹی
مرکزی جماعت رضائے مصطفٰے
بریلی شریف

جمشید پور۔ جامع فیض العلوم جمشید پور میں زیر اہتمام انجمن فیضان ملت جمشید پور مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء مطابق ۲۵ صفر بروز چہارشنبہ شان و شوکت سے اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنا کا یوم وصال منایا گیا۔ جامعہ کے طلباء و اساتذہ کے علاوہ شہر کے معزز ترین لوگوں نے شرکت فرمائی۔ قرآن خوانی اور نعت پاک کے علاوہ تقریر کا بھی سلسلہ رہا۔ خصوصاً حضرت الحاج علامہ ارشد القادری صاحب مہتمم جامعہ کی تقریر سے تو ایسا سماں بندھ گیا کہ گویا آج ہی وہ انمول ہستی ہم سے رخصت ہوا ہے جسے ہم کبھی نہ پا سکیں گے۔

نیازمند آستانہ رضویہ رحیم اللہ قادری
مدرسہ فیض العلوم جمشید پور

اعظم گڈھ۔ ۲۴ صفر، مدرسہ عربیہ امجدیہ اوری اعظم گڈھ کی جانب سے اعلیحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی روح پاک کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوئی جس میں آٹھ ختم قرآن مجید ہوئے۔ نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا محمد مجیب الاسلام صاحب صدر مدرس مدرسہ ہذا نے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی مجاہدانہ زندگی پر روشنی ڈالی آخر میں شاہزادہ اعلیحضرت مفتی اعظم ہند دام ظلہ الاقدس کی صحت و تندرستی کے لئے دعا مانگی۔ بعد تقریر شیرینی پر فاتحہ ہوئی اور صلوٰۃ و سلام کے بعد شیرینی تقسیم ہوئی اور مورخہ ۲۴، ۲۵ صفر کی تعطیل کا اعلان کر کے مدرسہ بند کر دیا گیا۔

محمد سخاوت نائب صدر مدرس

دربھنگہ۔ حسب معمول مدرسہ ضیاء العلوم محلہ علیم آباد مقام و پوسٹ اہیاری ضلع دربھنگہ کے طلباء کے زیر اہتمام مدرسہ مذکور کے پنڈال میں اعلیحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم الشان عرس پاک منایا گیا جس میں کثیر نعت و منقبت خوانی کے علاوہ پانچ ذیشان مقرروں نے حصہ لیا۔ کثرت باراں کی وجہ سے رستہ مسدود ہو جانے پر بھی اطراف و جوانب کے کثیر مسلمانوں نے شرکت کر کے اپنی زندہ دلی کا ثبوت دیا ۲ بجے شب میں صلوٰۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کر کے تبرک تقسیم کیا گیا۔ مولیٰ تعالےٰ

اس سلسلۂ خیر کا تسلسل ہمیشہ باقی رکھے۔ آمین ثم آمین۔

المعلن سلطان رضا انصاری ناظم نشر و اشاعت
انجمن جمعیۃ الطلباء مدرسہ منار العلوم۔ دربھنگہ

دربھنگہ۔ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی ۲۵ صفر کو کمتول ضلع دربھنگہ میں اعلیحضرت عظیم البرکت کا عرس سراپا قدس منایا گیا جس میں حضرت مولانا مفتی عبدالواجد صاحب رضوی مدظلہ اور مولانا محمد الیاس صاحب علیم آبادی نے شرکت فرمائی ہر دو حضرات نے اعلیحضرت کے حیات طیبہ پر گہری روشنی ڈالی جس سے سامعین زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا۔ صلوٰۃ و سلام اور ایصال ثواب کے بعد محفل ختم ہوئی فقط

محمد اسرار الحق حامدی کمتول بازار ضلع دربھنگہ

گونڈہ۔ بحمدہ تعالیٰ حسب دستور سابق امسال بھی ۲۵ صفر المظفر کو مدرسہ حمایت العلوم گجپور گرنٹ ضلع گونڈہ میں عرس اعلیحضرت رضی اللہ عنہ بڑے تزک و احتشام سے منایا گیا۔ گیارہ بجے تک قرآن خوانی ہوتی رہی بعدہ مجلس میلاد پاک منعقد ہوئی جس میں جناب حافظ و قاری عتیق اللہ خاں صاحب مدرس مدرسہ ھٰذا نے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے حالات پر روشنی ڈالی پھر صلوٰۃ و سلام کے بعد ٹھیک ۳ بجکر ۳۰ منٹ پر قرآن پاک و فرینی و زردہ وغیرہ کا ایصال ثواب کیا گیا۔

نصر اللہ خاں سکریٹری مدرسہ حمایت العلوم

بستی۔ حسب روایات سابقہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا کے بالائی وسیع ہال میں باہتمام فاضل جلیل حضرت مولانا سخاوت علی خانصاحب رضوی صدر المدرسین دارالعلوم ہذا عرس رضوی و حشمتی منعقد ہوا۔ جملہ طلباء و مدرسین کے علاوہ اراکین نے بھی شرکت فرمائی۔ صبح ۷ بجے سے ۹ بجے تک قرآن خوانی و کلمہ طیبہ پڑھا گیا بعدہ دارالعلوم کے خوش الحان طلباء نے ایک ساتھ مل کر امام اہلسنت و شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کی منقبت پڑھی آخر میں مقرر خوش بیان حضرت مولانا نظام الدین خانصاحب نے عرس کے لغوی معنی کو سمجھاتے ہوئے اعلیحضرت امام اہلسنت کے حالات زندگی و مجاہدانہ کارناموں پر روشنی ڈالی اختتام پر شجرہ شریف پڑھا گیا اور تمام حاضرین کو تبرک تقسیم کیا گیا۔

(مولوی) محمد ظہور مصطفوی مدرس دارالعلوم تنویر الاسلام۔ امرڈوبھا۔

بریلی۔ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۶۳ء کو آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں ملک کے گوشہ گوشہ سے ہزاروں کی تعداد میں علماء کرام و نمائندگان نے شرکت فرمائی۔ حسب ذیل تجویز متفقہ طور پر پاس ہوئی۔

"آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی کا یہ عظیم الشان اجلاس حکومت ہند و حکومت مہاراشٹر پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ وہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی ترمیم، تبدیلی نیز مہاراشٹر میں کثرت ازدواج بل کو کسی قیمت پر برداشت نہ کرے گا۔ یہ اجلاس مرکزی اور مہاراشٹر کی حکومتوں سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھارت کے مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے جلد سے جلد ان ارادوں سے باز آنے کا اعلان کر دیں۔

محرک۔ مولانا سید شاہ اسرار الحق صاحب صدر مسلم متحدہ محاذ

موئید۔ حضرت مولانا سید شاہ آل مصطفےٰ صاحب مارہروی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء

تائید مزید۔ مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی ایم۔پی

سید حمایت رسول غفرلہ صدر ریلیف کمیٹی

مرادآباد۔ مورخہ ۴ ربیع الاول شریف منجانب انجمن غلامان مصطفےٰ بعد نماز عشاء محلہ کسرول گنبد والی مسجد میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا گیا۔ جس میں قاری محمد موسیٰ صاحب رضوی اور قاری محمد شفیق صاحب رضوی نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔

حافظ محمد انتخاب صاحب اور حافظ محمد سعید صاحب کے علاوہ فقیر شکیل احمد رضوی نے بارگاہ بیکس پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا اور مولانا ہاشم صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ نے بعثت نبوی پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ بعدہ صلوٰۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔

فقیر شکیل احمد رضوی دربھنگوی
سکریٹری انجمن غلامان مصطفےٰ
جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

مکتبۂ پاسبان کے دُرِ نایاب تحفے

نظام شریعت مجلد مع ڈسٹ کور۔ قیمت 3/=/=

قانون شریعت { حصہ اول قیمت 2/=/= ، حصہ دوم " 2/8/= }

اسلام اور کمیونزم کیا اسلام اور کمیونزم انسان واحد میں جمع ہو سکتا ہے؟ قیمت 6/=/

دیار حرم جناب اجمل سلطانپوری اور شمس الہ آبادی کے نعتوں کا مجموعہ ——— قیمت 8/=/

اسلامی زندگی جس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی تمام مروجہ رسومات کی برائیاں بتا کر ان کی اصلاح کی گئی ہے۔ ——— قیمت 1/=/=

احساس وفا جناب سید طاہر حسین صاحب وفا اجھوی کے غزلوں کا مجموعہ ——— قیمت 12/=/

داستان مجاہد ——— قیمت 4/8/=

کربلا کا مسافر خلافت معاویہ ویزید نامی کتاب کا رد ——— قیمت 2/=/=

نسیم رحمت۔ (تین حصے مکمل) قیمت 1/1/6

سوانح کربلا شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے صحیح واقعات۔ قیمت 1/9/=

فردوس ادب (چار حصے مکمل) مکاتب اسلامیہ کے بچوں کا نصاب۔ قیمت 1/5/6

نماز ——— " 8/=/

جاء الحق وزھق الباطل ———

مفتی احمد یار خانصاحب کی بہترین کتاب جس میں وہابیوں اور دیوبندیوں کے عیارانہ اعتراضات کو قرآن و سنت، فقہ اور ان کی کتابوں ہی سے جوابات دیے گئے ہیں۔

حصہ اول مجلد 5/8/= حصہ دوم مجلد 4/=/=

بہار شریعت گیارہ حصے

حصہ اول 12/=/ حصہ دوم 1/14/= حصہ سوم 2/=/=

حصہ چہارم 2/=/= حصہ پنجم 2/=/= حصہ ششم 2/=/=

حصہ ہفتم 1/2/= حصہ ہشتم 2/=/= حصہ نہم 2/=/=

حصہ دہم 1/4/= حصہ سیزدہم 2/4/=

بشیر القاری بخاری شریف کی شرح خصوصاً طلباء کے لئے بہت ہی عمدہ کتاب ہے۔ قیمت 6/8/=

احکام شریعت ——— قیمت 3/12/=

حدیقۂ مظاہر حق مولانا قیس محمد خان صاحب بی اے (علیگ) کی مستند و مدلل تصنیف

جو مختلف فیہ مسائل پر نئے انداز کی بالکل نئی کتاب ہے مصنف نے قرآن و سنت کی روشنی میں سنّی مسلک کی تائید و حمایت کی ہے اور بہت لطیف پیرائے میں فرقۂ باطلہ کی تردید۔ عام کتابی سائز صفحات ۱۶۰۔ ٹائٹل بہت ہی عمدہ اور جاذب نظر ہے۔ قیمت 1/8/=

خون کے آنسو { حصہ اول۔ قیمت 3/=/= ، حصہ دوم۔ قیمت 2/8/= }

نوٹ: ———

اس کے علاوہ جن کتابوں کو آپ کو ضرورت ہو ہم سے طلب کریں۔

مکتبۂ پاسباں، الہ آباد۔ ۳